۷۸۶
۵۹۰۹
بارہویں امام
شمیم حیدر سلمہ
سوم
سکینہ ڈویژن

انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا

بارھویں امام

حضرت امام مہدی آخر الزماں علیہ السلام کے مختصر حالات

شیعہ لڑکوں اور لڑکیوں کیلئے

مولفہ

شمس الواعظین مولانا سید ظفر حسن صاحب قبلہ امروہوی دام ظلہ

باہتمام مرزا محمد جواد

نظامی پریس لکھنؤ میں چھپی

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بارھویں امام حضرت مہدی آخرالزماں علیہ السلام

باب اول

حالات

۱۔ تاریخ پیدائش و حالات مادر گرامی

ہمارے بارھویں امام کی ولادت باسعادت شہر سامرہ میں ۱۵ ؍ شعبان ۲۵۵ھ میں صبح صادق کے وقت واقع ہوئی۔ آپ کا اسم گرامی محمد بن الحسن اور مشہور ترین القاب مہدی آخرالزماں۔ صاحب الامر۔ قایم آل محمد۔ حضرت حجت۔ صاحب العصر۔ امام غائب۔ امام منتظر ہیں آپ ابھی تک زندہ ہیں لیکن بحکم خدا ہماری نظروں سے پوشیدہ ہیں۔ جب خدا کی مصلحت ہوگی ظاہر ہو کر دنیا کو عدل و داد سے پر کردیں گے آپ

خاتون بھی کہتے تھے۔ یہ معظمہ قیصر روم کی پوتی تھیں اور جن کو عالم خواب
میں جناب سیدہ صلوات اللہ علیہا نے مسلمان کیا تھا تاریخوں میں
ان کے متعلق حسب ذیل واقعہ درج ہے۔

بشیر بن سلیمان بردہ فروش جو امام علی نقی علیہ السلام کا ہمسایہ
تھا بیان کرتا ہے کہ ایک روز کافور امام علی نقی علیہ السلام کا خادم میرے
پاس آیا اور کہنے لگا تم کو امام علیہ السلام ابھی بلا رہے ہیں میں فوراً حاضر
خدمت ہوا فرمایا اے بشیر تو اولاد انصار سے ہے اور تمھارا خاندان
ہمیشہ ہمارا دوست رہا ہے اور ہم کو تمھارے اوپر بڑا اعتماد ہے لہذا
میں تم کو ایک خاص کام کی تکلیف دیتا ہوں۔ میں نے عرض کی یا ابن
رسول اللہ میں ہر خدمت کے لئے تیار ہوں آپ شوق سے ارشاد
فرمائیں۔ فرمایا میں ایک خاص کنیز کی خریداری کے لئے تجھے بھیجنا چاہتا
ہوں۔ پھر آپ نے ایک خط رومی زبان میں لکھ کر اس پر اپنی مُہر کی اور
ایک سو بیس دینار مجھے ایک کپڑے میں بندھے ہوئے دیکر فرمایا ان کو
لیکر بغداد چلے جاؤ۔ صبح کے وقت فرات کے گھاٹ پر پہنچ جانا۔ وہاں
چند کشتیاں اسیروں کی آئیں گی ان میں بہت سی کنیزیں ہوں گی جن
کے مالک مختلف ہوں گے۔ تم دور سے ایک نظر سب کو دیکھتے رہنا۔
جب عمر بن یزید نامے بردہ فروش ایک ایسی کنیز کو پیش کرے جو تلے
اوپر دو ریشمی لباس پہنے ہو اور خریداروں کو اپنا بدن مس کرنے سے
منع کرتی ہو اور رومی زبان میں بولتی چالتی ہو تو تم سمجھ لینا کہ یہی کنیز خریدنی

دیا۔ میں خریدتا ہوں کیونکہ اس کی پاکدامنی نے میری رغبت کو بڑھا دیا
ہے۔ وہ کنیز کہے گی اگر تو سلیمان بن داؤد کے لباس اور ان کی شان
وشوکت کے ساتھ بھی میرے سامنے آئے گا تو بھی میں تیری طرف مائل
نہ ہوں گی۔ اس کا مالک کہے گا اے کنیز! مجھے تیرا بیچنا ضروری ہے
اور تو کسی خریدار کی طرف مائل نہیں ہوتی پھر بتا کیا صورت ہو۔ وہ کہیگی
جلدی نکر عنقریب وہ خریدار آنے والا ہے جس کی وفا دیانت و
ایمان پر مجھے بھروسہ ہوگا۔ پس تم آگے بڑھنا اور اس کے مالک عمر
بن یزید سے کہنا کہ میرے پاس ایک سید کا خط ہے جو اس نے رومی
زبان میں لکھا ہے اور اس میں اپنے ذاتی اور خاندانی فضل و شرف
کا ذکر کیا ہے اگر تو کہے تو میں یہ خط اس کنیز کو دیدوں۔ اگر یہ راضی ہوگئی
تو میں ان کی طرف سے اسے خرید لوں گا۔ راوی کہتا ہے میں امام علیہ السلام
سے یہ سُن کر بغداد کو روانہ ہو گیا اور جب صبح کو فرات کے گھاٹ پر پہنچا
تو وہی صورت پیش آئی جو امام علیہ السلام نے بیان فرمائی تھی چنانچہ
جب میں نے حضرت کا خط اس کنیز کو دیا تو اس نے بغور پڑھا اور اپنے
مالک سے کہنے لگی تو مجھکو اس خط والے کے ہاتھ فروخت کردے
اور یاد رکھ اگر تو نے ایسا نہ کیا تو میں اپنے کو ہلاک کر ڈالوں گی۔ الغرض
بردہ فروش نے یہ سن کر مجھ سے اس کنیز کا سودا کرنا شروع کیا۔ دیر
تک قیمت کے متعلق گفتگو ہوتی رہی۔ آخر وہ اسی رقم پر آگیا جو امام علیہ السلام
نے مجھے عطا فرمائی تھی میں نے وہ دینار اس کو دیدئے اور کنیز کو اپنے
ساتھ لئے ہوئے بغداد میں اپنی قیام گاہ پر آگیا

تعجب سے کہا آپ ایک ایسے خط کو بوسہ دے رہی ہیں جس کے
لکھنے والے کو آپ قطعاً نہیں جانتیں انھوں نے فرمایا۔ تم اس بات کو
کیا جانو میرے متعلق ایک عجیب داستان ہے۔ میں نے کہا میں بھی
اس کے سننے کا مشتاق ہوں۔ انھوں نے کہا اچھا سن۔

میں ملیکہ قیصر روم کی پوتی ہوں۔ میرے باپ کا نام یشوعا ہے
اور میری ماں شمعون الصفا وصی جناب عیسیٰ کی اولاد سے ہیں جب
میں جوان ہوئی تو میرے دادا نے اپنے بھتیجے سے میری شادی کرنی
چاہی تمام علما و امرائے نصاریٰ محل شاہی میں جمع ہوئے صلیبوں اور
بتوں کو جابجا بلند مقامات پر رکھا گیا۔ محفل کے بیچ میں ایک بہت اونچا
مرصع تخت تھا اس پر دولھا کو بٹھایا گیا۔ پادریوں نے پڑھنے کے لئے
انجیلیں کھولیں ناگاہ ایک عجیب حادثہ ہوا۔ تمام بت اور صلیبیں سرنگوں
ہوکر زمین پر گر پڑیں اور تخت کے پائے ٹوٹ گئے شاہزادہ اوندھے منھ
تخت پر سے گرا اور بیہوش ہوگیا۔ پادریوں کے اس وقت اوسان خطا
تھے۔ خوف سے بدن تھر تھر کانپ رہے تھے۔ سب سے بڑے پادری
نے میرے دادا سے کہا ہم کو ایسے امر سے معاف رکھ جس کی وجہ سے
یہ نحوست پیدا ہوئی خدا جانے دین مسیحی پر کیا زوال آنے والا ہے
بادشاہ نے میری شادی کو ملتوی کرنا فال بد سمجھا۔ اس نے فوراً دوسرا
تخت نصب کرنے اور بتوں اور صلیبوں کو اپنی اپنی جگہ رکھنے کا حکم دیا۔
اب کی بار شاہزادۂ مذکور کے دوسرے بھائی کو تخت پر بٹھایا گیا لیکن پھر

دادا کو ایسی خجالت ہوئی کہ کئی روز محل سرا سے باہر نہ نکلا۔

اسی رات کو جب میں سوئی تو خواب میں کیا دیکھتی ہوں کہ جناب عیسیٰ بن مریم اپنے چند اصحاب کے ساتھ تشریف لائے ہیں۔ ایک نورانی منبر محل میں اسی جگہ نصب ہے جہاں وہ تخت رکھا گیا تھا۔ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ کچھ اور نورانی حضرات تشریف لائے جن کی تعظیم کے لئے حضرت عیسیٰ اور ان کے ساتھی اُٹھ کھڑے ہوئے۔ میں نے کسی سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں۔ معلوم ہوا یہ پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفےٰ اور ان کے وصی علی مرتضیٰ اور دیگر گیارہ ائمہ ہیں۔ پھر پیغمبر اسلام نے فرمایا اے روح اللہ میں اس لئے آیا ہوں کہ ملیکہ دختر شمعون الصفا کی خواستگاری اپنے اس فرزند کے لئے کروں اور انگشت مبارک سے ایک نوجوان (امام حسن عسکریؑ) کی طرف اشارہ کیا۔ پس حضرت مسیح نے شمعون کی طرف دیکھا اور کہا اے شمعون تم نے خاتم النبیین سید المرسلین کی خواہش کو سنا۔ اس بارہ میں کیا کہتے ہو؟ انھوں نے کہا اس سے بہتر کیا صورت ہو سکتی ہے میں بخوشی منظور کرتی ہوں۔ اس کے بعد حضرت محمد مصطفےٰ منبر پر تشریف لے گئے اور ایک خطبہ ارشاد فرمایا۔ پھر جناب مسیح اور خاتم الانبیا نے میرا عقد حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے پڑھ دیا۔

جب میں بیدار ہوئی تو بخوف قتل میں نے اس خواب کو کسی سے بیان نہ کیا اور اس راز کو اپنے دل ہی میں رکھا۔ لیکن روز بروز تمھارے

میرے دادا نے جب میرا یہ حال دیکھا تو سخت پریشان ہوا۔ کوئی طبیب
ایسا نہ رہا جس کا علاج نہ کیا گیا لیکن کوئی صورت افاقہ کی نظر نہ آئی۔
آخر ایک دن اس نے مجھ سے کہا اے نورِ چشم اگر تیرے دل میں دنیا
کی کوئی خواہش ہو تو بیان کرتا کہ میں اُسے پورا کر دوں۔ میں نے کہا میں
بظاہر اپنی زندگی سے مایوس ہو چکی ہوں۔ لیکن ہاں ایک صورت ہے
اگر آپ مسلمان قیدیوں کو چھوڑ دیں تو ممکن ہے خداوند عالم اور حضرت
مسیح اور جناب مریم مجھے صحت بخش دیں یہ سُن کر اس نے تمام مسلمان
قیدیوں کو آزاد کر دیا۔ میں نے بھی صحت کا اظہار کیا اور کچھ کھانا بھی
کھایا۔ وہ بہت خوش ہوا۔

چار روز کے بعد میں نے ایک رات کو جناب فاطمہ زہرا اور
حضرت مریم کو خواب میں دیکھا۔ جناب مریم نے مجھ سے فرمایا اے
نورِ چشم یہ امام حسن عسکری علیہ السلام کی جدّہ ماجدہ ہیں۔ میں نے
ان کا دامن پکڑ لیا اور رونے لگی اور شکایت کی کہ امام علیہ السلام
میرے دیکھنے کو نہیں آئے۔ فرمایا میرا فرزند کیونکر آئے حالانکہ تو مشرکہ
ہے اور میری بہن مریم تجھ سے اور تیرے دین سے بیزار ہے اگر تو
چاہتی ہے کہ مسیح اور جناب مریم تجھ سے خوش ہوں تو کہو اشهد ان
لا الہ الا اللہ واشهد ان محمدا رسول اللہ۔ جب میں نے یہ کلمات
ادا کیے تو حضرت فاطمہ نے مجھے اپنے سینہ سے لگا لیا اور تسلی دے کر
فرمایا اب تو میرے فرزند کی ملاقات کی منتظر رہ۔ میں اس کو بھیجوں گی۔
دوسری رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ امام علیہ السلام تشریف

[illegible] اب
مسلمان ہو گئی ہے تو میں ہر شب اسوقت تک آیا کروں گا جب تک خدا
ظاہر بظاہر مجھے اور تجھے ملا دے۔ اسوقت سے آج تک کبھی ایسا نہیں
ہوا کہ وہ جناب میرے خواب میں نہ آئے ہوں

بشیر بن سلیمان راوی کہتا ہے میں نے یہ داستان سنکر عرض کی پھر
آپ اسیروں میں کس طرح سے آگئیں؟ فرمایا ایک شب مجھے امام علیہ السلام
نے خبر دی کہ تمھارا دادا فلاں روز مسلمانوں کی طرف ایک لشکر بھیجے گا
اور خود پیچھے سے جائے گا تم بھیس بدل کر کنیزوں اور خدمتگاروں میں
شامل ہو جانا اور اپنے دادا کے پیچھے روانہ ہو جانا۔ میں نے ایسا ہی کیا
ہم لشکر شاہی سے بہت پیچھے تھے۔ مسلمانوں کی ایک جاسوس جماعت
نے ہم کو دیکھ لیا اور گرفتار کر کے لے گئے۔ یہ بہت سے لوگ تھے۔ جب
انھوں نے سب قیدیوں کو تقسیم کیا تو میں اس شخص کے حصہ میں آئی جس
سے تم نے مجھے خریدا ہے۔ اس شخص نے جب میرا نام دریافت کیا تو میں نے
بجائے ملیکہ کے نرجس بتلایا اس نے کہا بیشک یہ نام کنیزوں کا سا ہی
ہے۔ بشیر کہتا ہے میں نے پوچھا کہ آپ ہیں تو اہل روم سے لیکن عربی
زبان خوب جانتی ہیں۔ کہا میرا دادا کمال محبت کی وجہ سے یہ چاہتا تھا
کہ مجھے بہت سی زبانیں سکھائے چنانچہ اس نے زن عربیہ کو مجھے عربی
سکھانے کے لئے معین کیا تھا۔ لہ

راوی کہتا ہے دوسرے روز میں ملیکہ خاتون کو اپنے ساتھ لیکر بغداد سے
سامرہ کو روانہ ہو گیا اور ان معظمہ کو حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت

تم کو کس طرح دکھائی - انھوں نے کہا اے فرزند رسول میں کیا بیان کروں
آپ مجھ سے بہتر ان واقعات کو جانتے ہیں - فرمایا اچھا میں تجھ کو ایک ایسے
فرزند کی بشارت دیتا ہوں جو مغرب و مشرق کا بادشاہ ہوگا اور زمین کو
عدل و داد سے پُر کردے گا جب کہ وہ ظلم و جور سے بھر گئی ہوگی - پوچھا یہ
فرزند کس سے ہوگا - فرمایا اسی سے جس کے لئے خاتم الانبیاء نے جناب
مسیح سے تمہاری خواستگاری کی تھی - کیا تم سمجھتی ہو؟ - عرض کی جی ہاں -
آپ کے فرزند - فرمایا تم ان کو پہچانتی ہو - عرض کیا کیوں نہیں جس دن سے
بہترین زنان عالم کے ہاتھ پہ مسلمان ہوئی ہوں وہ ہر شب میرے دیکھنے کو
آتے تھے -

اس کے بعد حضرت نے اپنے خادم کافور کو بلا کر کہا - جا کر حکیمہ خاتون
کو بلا لا - جب وہ آئیں تو فرمایا اے بہن ان کو اپنے گھر لیجاؤ اور احکام دین
کی تعلیم دو یہ زوجہ حسن عسکری اور والدہ صاحب الزماں ہے -
(اس روایت کو شیخ صدوق، شیخ طوسی - شیخ طبرسی اور شیخ طرابلسی وغیرہ نے نقل کیا ہے)
یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ یہ خصوصیت اہل بیت رسالت ہی کو
حاصل ہے کہ ان کے عقد عالم ارواح ہی میں ہوا - اس کی نظیریں بہت سی
ہیں - جناب سیدہ کا عقد بھی عالم ارواح ہی میں ہوا - جناب شہر بانو کا
عقد بھی امام حسین علیہ السلام سے اسی طرح عالم خواب میں ہوا، جناب
سیدہ نے خواب ہی میں جناب شہر بانو کو مسلمان کیا تھا - مادہ پرست لوگ
ان فضائل کو سمجھنے سے قاصر ہیں - ان کی نظر میں صرف عالم مادی ہی ایک

روحانی اور علمی ہے انسان مادی تو اس کی بہت ہی کثیف صورت ہے۔

اس روایت سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ جناب ملیکہ خاتون پر کنیز کا اطلاق کرنا صحیح نہیں۔ وہ کس قاعدے سے لونڈی قرار پا سکتیں۔ وہ شاہزادی ہیں۔ اسلام قبول کرنے کے بعد آئی ہیں اور خود آئی ہیں۔ مسلمانوں اور عیسائیوں میں کوئی جنگ بھی واقع نہ ہوئی تھی کہ وہ مال غنیمت میں شامل ہو کر کنیز بن جاتیں۔ خوب کہا ہے شاعر نے

جو خاص بندے ہیں وہ بندۂ عوام نہیں ہزار بار جو یوسف بکیں غلام نہیں

۲- حالات ولادت

جناب حکیمہ خاتون۔ خواہر امام علی نقی علیہ السلام بیان کرتی ہیں کہ ایک دن امام حسن عسکری علیہ السلام نے مجھے بلا کر کہا اے پھوپی آج کی شب ہمارے ہی یہاں رہئے۔ یہ شب نصف شعبان ہے خداوند عالم اسی شب میں اپنی حجت زمیں پر ظاہر کرے گا۔ میں نے پوچھا کس کے بطن سے۔ فرمایا نرجسؑ سے میں نے کہا میں تو کوئی اثر نرجس خاتون میں ولادت کا نہیں پاتی۔ آپ نے مسکرا کر فرمایا۔ جب صبح ہو گی اثر حمل تم پر ظاہر ہو گا۔ ان کا حمل مادر موسیٰ کا سا حمل ہے جو عام لوگوں پر ظاہر نہ تھا اور وقت ولادت تک کسی کو اس کا پتہ نہ چلا کیونکہ فرعون جناب موسیٰ کی جستجو میں بنی اسرائیل کی عورتوں کے شکم چاک کرا دیتا تھا۔ اے پھوپی میرا یہ فرزند نظیر موسیٰ ہے الغرض حکیمہ خاتون کہتی ہیں کہ میں اس رات کو وہاں ٹھہر گئی اور بعد افطار صوم سو رہی۔ صبح سویرے جب میں اٹھی تو نماز کے بعد میں نے سورہ الم۔ السجدہ اور سورۂ یٰسٓ کی تلاوت شروع کی

نے فرمایا اے پھوپھی ان پر سورہ قدر پڑھو۔ میں نے پڑھنی شروع کی اور
پوچھا کچھ اثر محسوس کرتی ہو فرمایا ہاں۔ الغرض ذرا دیر نہ گزری تھی کہ امام
زماں کا ظہور ہوا۔ پیدا ہوتے ہی آپ سجدۂ خالق میں جھک گئے اور
کلمۂ شہادت زبان پر جاری کیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ کے داہنے ہاتھ
پر لکھا تھا جاء الحقُ زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا (حق آیا
اور باطل مٹا اور باطل تو مٹنے ہی والا ہے) میں نے یہ بھی دیکھا کہ آپ
ناف بریدہ اور ختنہ شدہ ہیں۔ امام حسن عسکری علیہ السلام نے مجھ سے
فرمایا اے پھوپی بچہ کو میرے پاس لے آؤ۔ میں فوراً ان کے پاس لے آئی
انھوں نے اپنے سینہ پر لٹا کر زبان ان کے منھ میں دیدی اور تمام اعضا
اپنا ہاتھ پھیرا اور فرمایا اے فرزند کچھ بولو۔ بچہ نے خدا کی وحدانیت،
رسول کی رسالت اور ائمہ کی امامت کی گواہی دی۔ اس کے بعد امام
حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا اے پھوپھی آپ بچہ کو اس کی ماں کے
پاس لیجاؤ اور ساتویں دن پھر آنا۔ میں حسب ارشاد امام ساتویں روز
پھر آئی دیکھا کہ آپ بچہ کو اپنی گود میں لئے ہوئے ہیں اور وہ اس آیت
کی تلاوت کر رہا ہے ونرید ان نمنّ علی الذین استضعفوا فی الارض
ونجعلھم ائمۃً ونجعلھم الوارثین ۵ (ہم ارادہ رکھتے ہیں اس بات کا
کہ احسان کریں ان لوگوں پر جو زمین میں ضعیف بنادئے گئے ہیں اور ہم
ان کو امام قرار دیں اور انھیں کو وارث بنائیں) مجھے یہ سنکر بہت خوشی
ہوئی۔ کئی روز کے بعد پھر جو میں گئی اور پردہ اٹھا کر دیکھا تو نرجس خاتون
کے پاس بچہ کو نہ پایا۔ میں نے بے چین ہو کر اپنے بھتیجے سے پوچھا بچہ کہاں

شیخ صدوق نے محمد بن حسن سے روایت کی ہے کہ امام عصر علیہ السلام کی ولادت کے کچھ روز بعد چند مرغان سفید پر آئے۔ امام حسن عسکری علیہ السلام نے ان میں سے ایک مرغ کو حکم دیا کہ اس فرزند کو اپنے ساتھ لیجا اور اس کی حفاظت کر اور ہر چالیس دن کے بعد ہمارے پاس لے آیا کر۔ پس وہ پرندہ حضرت حجت کو آسمان کی طرف اڑا لے گیا۔ جناب نرجس فرزند کی جدائی سے رونے لگیں۔ امام علیہ السلام نے فرمایا۔ رنجیدہ مت ہو میں نے تمہارے فرزند کو اس کے سپرد کیا ہے جس کے سپرد مادر موسیٰ نے جناب موسیٰ کو کیا تھا۔ وہ عنقریب تمہارے پاس آئے گا اور تمہارے سوا کسی کا دودھ نہ پئیے گا۔ جس طرح حضرت موسیٰ نے اپنی ماں کے سوا کسی اور کا دودھ نہ پیا تھا۔ جناب حکیمہ فرماتی ہیں میں نے پوچھا یہ مرغ کون تھا۔ فرمایا۔ یہ روح القدس ہے جو ائمہ پر موکل ہے۔ وہ ان کی مدد کرتا اور ان کو خطا و لغزش سے بچاتا ہے (یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ روح القدس سے مراد کوئی فرشتہ نہیں بلکہ وہ روح قدس نورانی ہے جو حضرات اہلبیت طاہرین سے مخصوص ہے۔)

محمد بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ وہ پرند چالیس دن کے بعد اس مولود مسعود کو واپس لایا حکیمہ خاتون جو اس روز آئیں تو دیکھا کہ وہ جناب گھر میں دوڑے دوڑے پھر رہے ہیں۔ انھوں نے امام حسن عسکری علیہ السلام سے کہا اے فرزند یہ لڑکا تو دو برس کا معلوم ہوتا ہے۔ حضرت نے مسکرا کر فرمایا انبیا اور اوصیا کے جو بچے امام پیدا ہوتے ہیں ان کی نشو و نما عام لوگوں

زمانہ شیر خواری میں خدا کی عبادت کرتا ہے۔ فرشتے اس کی اطاعت کرتے ہیں اور ہر صبح اس پر نازل ہوتے ہیں۔

الغرض تھوڑے ہی عرصہ میں حضرت جوان معلوم ہونے لگے۔ جیسے حضرت ابراہیم پندرہ سالہ جوان تھے۔ جناب حکیمہ کہتی ہیں میں جو ایک دن میں نے ان کو نہ پہچانا امام حسن عسکری علیہ السلام سے عرض کی یہ کون ہے؟ فرمایا یہی تو فرزند جس اور میرا خلیفہ ہے۔ میں عنقریب دنیا سے کوچ کرنے والا ہوں میرے بعد اسی کی اطاعت فرض ہے۔

۳۔ عقیقہ امام علیہ السلام

ابو جعفر عمری سے کتاب الکمال الدین میں روایت ہے کہ ایک دن امام حسن عسکری علیہ السلام نے مجھکو بلا کر فرمایا ہمارے لئے دس ہزار رطل روٹی اور دس ہزار رطل گوشت خریدو اور بنی ہاشم میں تقسیم کرو اور تین سو بکرے عقیقہ میں ذبح کرو۔ محمد بن ابراہیم کوفی کہتے ہیں کہ امام حسن عسکری علیہ السلام کے ہر ایک کے گھر ایک ایک ذبح کی ہوئی بکری بھیجی اور کہلا بھیجا کہ یہ میرے بیٹے محمد کے عقیقہ کی ہے۔

۴۔ حضرت کی امامت کا زمانہ

ہم یہ پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ حضرت صاحب العصر علیہ السلام ۲۵۵ھ میں پیدا ہوئے تھے۔ پانچ سال آپ کو اپنے پدر بزرگوار کے ساتھ رہنے کا

حضرت صاحب الامر علیہ السلام

امام زمانہ قرار پائے اور ظاہری خلافت الٰہیہ پر مسند نشین ہوئے۔ بنا بر روایات مشہورہ اس وقت آپ کی عمر چھ مہینے تیئیس دن کی تھی۔ ہمارے اماموں کے متعلق عمر کی کمی بیشی کا سوال نہیں۔ ان کا قیاس عام لوگوں پر نہیں کیا جاتا موافق حدیث نبوی صغیرنا وکبیرنا سواء یہ چھوٹے اور بڑے سب یکساں ہیں۔ یہ عالم طفلی ہی میں لوح محفوظ کا مطالعہ کرنے والے لوگ ہیں۔

بہر حال بیان کرنا یہ مقصود ہے کہ ۹ ربیع کو چونکہ حضرت حجت امام برحق قرار پائے لہذا یہ دن فرقۂ امامیہ میں بڑی خوشی کا دن شمار ہوتا ہے جا بجا جشن کئے جاتے ہیں۔ چونکہ اسی دن سردار فوج یزید عمر سعد بھی فی النار ہوا ہے لہذا اس دن کی مسرت اور دوچند ہو جاتی ہے۔ جو شخص امام حسین علیہ السلام سے ذرا بھی محبت رکھتا ہے اس کے لئے یہ دن بڑی خوشی کا ہونا چاہئے لیکن جہال نے اس دن کو عمر بن الخطاب کی طرف منسوب کر دیا ہے اور اسی وجہ سے اہلسنت بلا تحقیق شیعوں کو سرزنش کرتے ہیں اور اس خوشی کو بری نظر سے دیکھتے ہیں۔ افسوس ہے کہ ان کو یہ بھی نہیں معلوم کہ ان کے خلیفہ عمر کس تاریخ مرے تھے۔ اگر اس کا پتہ ہوتا تو ۹ ربیع الاول والے جلسوں کی ہرگز مخالفت نہ کی جاتی۔

۵۔ امامت حضرت حجت کے متعلق امام حسن عسکری کے ارشادات

شیخ جلیل فضل بن شاذان جنھوں نے بعد ولادت حضرت صاحب الزماں

روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے پوچھا کہ آپ کے بعد حجت خدا کون ہے۔ فرمایا میرے بعد ولی خدا، حجت خدا اور میرا خلیفہ وہ ہے جو ۱۵ شعبان ۲۵۵ھ میں نزدیک طلوع صبح پیدا ہوا اور جو ختنہ شدہ پیدا ہوا ہے جس کو رضوان خازن بہشت ملائکہ مقربین کے ساتھ آپ کوثر و سلسبیل سے غسل دیا ہے۔

محمد بن عبد الجبار سے روایت ہے کہ میں نے امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ فرزند رسول آپ مجھے یہ بتائیے کہ آپ کے بعد بندگان خدا پر حجت خدا کون ہوگا۔ فرمایا میرے بعد امام اور حجت خدا میرا فرزند ہے جو رسول کا ہم نام اور ہم کنیت ہے اور اللہ کا آخری خلیفہ ہے میں نے عرض کی کس کے بطن سے فرمایا دختر فرزند قیصر روم کے بطن سے۔

۶۔ غیبت صغری کا زمانہ

ہم امام حسن عسکری علیہ السلام کے حالات میں دکھا چکے ہیں کہ متوکل کے زمانہ سے خلفائے عباسیہ اس فکر میں پڑے ہوئے تھے کہ سلسلہ امامت کو بارہ تک نہ پہونچنے دیا جائے اور اُس حدیث رسولؐ کو جھوٹا ثابت کیا جائے جس میں خلفائے رسول کی تعداد بارہ ظاہر کی گئی اور بارھویں امام غائب و منتظر بیان کیا گیا ہے۔ ان سلاطین جور نے اسی غرض سے ہمارے ائمہ کو قید تنہائی میں رکھا کہ سلسلہ نسل آگے نہ بڑھے چنانچہ امام محمد تقی علیہ السلام سے لیکر امام حسن عسکری علیہ السلام تک یہ مظالم

یہ سلاطین جور کیا روک سکتے۔

بہر حال ان لوگوں کے مظالم پر نظر رکھتے ہوئے جناب امام حسن عسکری علیہ السلام نے اسقدر احتیاط سے کام لیا کہ جب حضرت حجت پیدا ہوئے تو آپ نے اس معاملہ کو بالکل پوشیدہ رکھا اور سوائے مخصوص لوگوں کے کسی شخص پر اس امر کو ظاہر نہ ہونے دیا۔ یہاں تک کہ اپنے وارستہ مزاج بھائی جعفر سے بھی چھپایا۔ پانچ برس تک حضرت حجت آپ کے سامنے رہے لیکن آپ نے ان کو اس مدت میں پس پردہ ہی رکھا۔ آپ کو پورا خوف اس بات کا تھا کہ اگر دشمنوں نے یہ خبر بادشاہ تک پہنچا دی تو وہ ضرور اس حجت خدا کو قتل کر ڈالے گا۔

غرضکہ ایک غیبت عمومی امام مہدی الزماں علیہ السلام کی ہمیشہ سے ثابت ہے چنانچہ وقت ولادت کے بعد ہی روح القدس کے سپرد ہوئے اور تحت عرش الٰہی پرورش پائی۔ جناب حکیمہ خاتون بیان کرتی ہیں کہ ایک دن امام حسن عسکری علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ اے پھوپی میری وفات کے بعد حجت خدا کے بارہ میں لوگ اختلاف کریں گے۔ اسوقت ہمارے معتمد اور موثق لوگوں کو خبر کر دینا اور اس راز کو اپنے اور اُن کے درمیان مخفی رکھنا کیونکہ خدا اپنے ولی کو غائب رکھے گا اور لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ کر دے گا۔

احمد بن حسن بن اسحاق قمی نے روایت کی ہے کہ میرے دادا اسحاق کے پاس جناب امام حسن عسکری علیہ السلام کا لکھا ہوا خط پہنچا جس میں لکھا تھا

کہ اس خبر سے خوش ہو جاؤ۔

شیخ صدوق یعقوب بن منقوش سے روایت کرتے ہیں کہ میں ایک دن جناب امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا وہ اپنے گھر میں ایک فرش پر بیٹھے ہوئے تھے اور اُن کے دائیں جانب ایک مکان تھا جس پر پردہ لٹکا ہوا تھا۔ میں نے عرض کی آپ کے بعد امام کون ہے۔ فرمایا یہ پردہ اُٹھا میں نے اُٹھایا تو ایک لڑکا جس کا قد کوئی پانچ بالشت ہوگا وہاں سے نکلا میرے خیال میں اسکی عمر آٹھ دس سال ہو گی یا اس سے کم و بیش سفید چہرہ۔ کھلی پیشانی۔ روشن آنکھیں۔ بھری ہتیلیاں مڑے ہوئے گھٹنے دائیں رخسار پر تل۔ سر پر زلفیں۔ وہ آکر امام علیہ السلام کی ران پر بیٹھ گیا حضرت نے فرمایا صاحب الامر یہی ہیں۔ حضرت نے یہ فرما تو دیا لیکن پھر کچھ گھبرا سے گئے اور فرمایا اے بیٹے وقت معلوم تک کے لئے اندر ہو جاؤ۔ وہ گھر میں چلے گئے۔ میں دیکھتا رہا۔ پھر مجھ سے فرمایا اے یعقوب دیکھو اندر کون ہے میں اندر گیا دیکھا تو وہاں کوئی بھی نہ تھا ان روایات سے معلوم ہوا کہ حضرت حجت کی غیبت اول روز ہی سے رہی۔ امام حسن عسکری علیہ السلام کی زندگی میں بھی حضرت کے خاص خاص معتمد لوگوں نے ہی دیکھا تھا اور ان سب کو بھی اس راز کے ظاہر کرنے کا حکم نہ تھا۔

بہر حال حضرت صاحب الامر علیہ السلام کی غیبت صُغریٰ کا زمانہ ۹ ربیع الاول ۲۶۰ھ سے شروع ہوتا ہے یعنی جب سے آپ کی امامت کا آغاز ہوا اسی وقت سے آپ کی غیبت شروع ہوئی۔ اس زمانہ غیبت میں امام علیہ السلام

فرما دیتے تھے۔ انہی کے پاس لوگ مسائل لاتے تھے اور وہ امام علیہ السلام سے جواب لے کر ان تک پہنچا دیتے تھے کبھی کو تحریراً کسی کو تقریراً۔ یہی خاص خاص حضرات اور لوگوں سے خمس وزکوٰۃ کا مال وصول کر کے امام علیہ السلام کی خدمت میں پہنچاتے تھے۔ اکثر یہ لوگ حضرت صاحب العصر علیہ السلام سے بالمشافہہ جواب لیتے تھے اور بعض اوقات تحریراً بھی جناب حکیمہ خاتون بھی اپنی حیات میں مسائل دریافت کرنے کا واسطہ رہیں۔

۷۔ حضرت کے نُوّابِ خاص

حضرت کے مخصوص وکلاجن کو نوّاب خاص امام زمان کہا جاتا ہے چار بزرگوار ہیں۔

۱۔ عثمان بن سعید۔

۲۔ ابو جعفر محمد بن عثمان سعید۔

۳۔ ابو القاسم الحسنین بن روح۔

۴۔ ابو الحسن علی بن محمد السّمری۔

ان میں عثمان بن سعید عمری جناب امام علی نقی اور امام حسن عسکری علیہما السلام کے معتمد وکلاء میں سے تھے اور امام حسن عسکری علیہ السلام کے بعد وہی حضرت صاحب الزماں کے وکیل مقرر ہوئے۔ یہ قبیلہ بنی اسد سے ہیں۔ آپ کا نام عثمان بن سعید عمری ہے اور کنیت ابو عمر اپنے دادا جعفر بن عمری کی طرف منسوب ہو کر اسدی سے عمری مشہور ہوئے ان کو عسکری کہتے ہیں کیونکہ قریہ

عسکریین کہتے ہیں کیونکہ ہمارے یہ دونوں امام قریۂ عسکر میں رہتے تھے۔
عثمان بن سعید عمری نے چونکہ روغن فروشی کی دکان کرلی تھی اس لئے سمّان روغن فروش بھی کہے جاتے تھے۔ چنانچہ جو مال خمس یا زکوٰۃ شیعہ لاتے تھے وہ روغن کی مشک میں رکھ کر خفیہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کو پہنچاتے تھے۔

احمد بن اسحاق بن سعد قمی کہتے ہیں کہ ایک دن میں امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی مولا! میں کبھی یہاں ہوتا ہوں اور کبھی نہیں اور جب یہاں ہوتا ہوں تو بھی اکثر شرف خدمت نصیب نہیں ہوتا پس ایسی صورت میں کس کی اطاعت کی جائے اور کس کی بات مانی جائے فرمایا یہ ابو عمر ثقہ و امین ہے۔ جو کچھ تم سے کہتا ہے اور جو کچھ تمکو پہنچاتا ہے میری طرف سے پہنچاتا ہے۔ آنحضرت کے بعد میں امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہی سوال ان سے کیا فرمایا یہ شخص معتمد و امین ہے میری زندگی میں بھی اور میرے بعد بھی۔ جو کچھ یہ کہتا ہے ہماری طرف سے کہتا ہے ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ ہمارا ثقہ اور امین اور وکیل ہے اور اس کا فرزند بھی میرے بیٹے کا وکیل ہوگا۔
عثمان بن سعید کی قبر بغداد میں دروازۂ حبلہ کے نزدیک مسجد میں داہنی جانب کو ہے۔

عثمان بن سعید کی وفات کے بعد ان کے فرزند محمد بن عثمان حضرت امام حسن عسکری اور توقیع امام زماں سے نائب خاص اور وکیل مقرر ہوئے۔

... وہ اپنے باپ کی زندگی
میں بھی ہمارا معتمد تھا خدا اس کے باپ سے خوش ہو۔ اس کا فرزند ہمارے
نزدیک مثل اپنے باپ کے ہے اور اسی کی جگہ اور اسی کا قائم مقام ہے
جو کچھ وہ کہتا ہے ہماری طرف سے کہتا ہے اور جو کچھ کہتا ہے اس پر عمل کرتا
ہے۔ خدا اس کا حافظ و مددگار ہو۔ اس کی بات کو قبول کرو اور ہماری
رفتار اس سے پہچانو۔" ابو جعفر محمد ابن عثمان بن سعید عمری نے ۳۰۴ھ یا
۳۰۵ھ میں وفات پائی اور تقریباً پچاس سال وکالت امامت میں
رہے (چند سال زمانہ امام حسن عسکری علیہ السلام اور باقی زمانہ امام صاحب
الزمان) اور ان کی قبر سر راہ دروازۂ کوفہ میں اپنی مادر گرامی کے پاس
اپنے ہی مکان میں ہے۔

ابو جعفر محمد بن عثمان کی وفات کے بعد ابو القاسم الحسین بن روح
قائم مقام اور وکیل امام ہوئے۔ جعفر بن محمد مدائنی سے مروی ہے کہ میں مال
زکوٰۃ و خمس وغیرہ ابو جعفر ابن محمد بن عثمان کی خدمت میں لیجایا کرتا تھا
اور عرض کرتا تھا یہ مال امام علیہ السلام ہے وہ اپنے پاس رکھ لیتے تھے
ایک بار جو میں نے مال پیش کیا تو انھوں نے کہا حسین بن روح کے پاس
لیجاؤ میں نے اب ان کو اپنی جگہ مقرر کر دیا ہے۔

میں نے پوچھا کیا حکم امام سے ایسا کیا ہے فرمایا ہاں جو کچھ میں کہتا ہوں
وہ ٹھیک ہے۔ میں یہ سن کر حسین بن روح کی خدمت میں حاضر ہوا اور ماجرا
سنایا انھوں نے سجدۂ شکر ادا کیا اور مال کو وصول کیا۔

یہ بزرگوار زمانۂ ابو جعفر میں ان کے اصحاب خاص میں مشہور تھے اور

تھا اور حسین بن روح ان کی پائنتی بیٹھے ہوئے تھے تو مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا میں مامور ہوا ہوں کہ ابو القاسم حسین بن روح نوبختی کو وصیت کر دوں اور معاملات کو اس کی سپرد کر دوں۔ میں یہ سن کر اٹھا اور ان کو اپنی جگہ بٹھایا اور خود پائنتی بیٹھ گیا۔

لکھا ہے کہ حسین بن روح تقیہ میں تمام ممالک اسلامی میں گھومتے تھے اور اہلسنت اور شیعہ دونوں کے نزدیک معتمد، ثقہ اور صالح تھے اور لوگ ان کی بڑی تعظیم کرتے تھے۔ شعبان ۳۲۶ھ میں وفات پائی اور بغداد کے محلہ نوبخت میں دفن ہوئے۔

حسین ابن روح کے بعد **ابوالحسن بن محمد سمری** امام علیہ السلام کے وکیل قرار پائے اور حسین بن روح کے قائم مقام بنے۔ لکھا ہے جب ان کی وفات کا زمانہ قریب آیا تو لوگوں نے ان سے کہا تم بھی اپنا قائم مقام کسی کو معین کر دو۔ فرمایا میں مامور نہیں ہوں کہ کسی کو مقرر کر دوں۔ ایک روایت میں ہے کہ مرنے سے چند روز پہلے ابوالحسن بن محمد سمری نے ایک فرمان نکال کر دکھایا جس میں لکھا تھا۔

> اے علی بن محمد سمری! خدا تیرے بھائیوں کو تیری مصیبت میں صبر عظیم عطا فرمائے کیونکہ تو چھ دن کے اندر اندر مرنے والا ہے پس تیار ہو جا اور کسی کو اب وصیت نہ کر کہ وہ تیرا قائم مقام ہو۔ کیونکہ غیبت کبریٰ واقع ہو گئی۔ پس اب میں ظاہر نہ ہونگا مگر بعد اذن خدا۔ اور یہ ایک طولانی مدت کے بعد ہو گا جبکہ لوگ قسی القلب ہو جائینگے اور زمین جور سے بھر جائیگی اور عنقریب بعض

ابوالحسن علی بن محمد سمری نے ۳۲۹ھ میں ۱۵/ ماہ شعبان کو وفات پائی۔

۸- زمانۂ غیبت کبریٰ

(بعہد راضی باللہ ابن مقتدر باللہ عباسی)

روایات صحیحہ سے یہ معلوم ہوتا ہے ۳۲۹ھ سے غیبت کبریٰ کا زمانہ شروع ہوا یعنی اب تک تو حضرت کے وکلا آپ کی خدمت میں پہنچتے رہتے تھے لیکن جب غیبت کبریٰ کا زمانہ شروع ہوگیا تو پھر کسی کو آپ کی خدمت میں حضوری کا شرف حاصل نہ ہوا۔ کوئی نہیں بتا سکتا کہ آقائے دوجہاں کہاں تشریف فرما ہیں اور کب تک حضور پردۂ غیبت میں رہیں گے اس کا علم خدا کے سوا اور کسی کو نہیں۔ اگرچہ حضرت ہماری نظروں سے غائب ہیں لیکن وہ ہمارے مشکلات کو دور فرماتے ہیں۔ ہمارے عریضے ان کی خدمت میں پہنچتے ہیں۔ ہمارے اعمال ہر روز ان کے سامنے پیش ہوتے ہیں۔ اگر ہمارے اچھے اعمال جاتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں ورنہ قلب مبارک کو صدمہ پہنچتا ہے۔ پس ہمکو ہمیشہ اس بات کا خیال رہنا چاہیے کہ اپنے برے اعمال سے اپنے امام زمانہ کو رنجیدہ نہ کریں۔

۹- توقیعات امام علیہ السلام

امام آخر الزماں علیہ السلام نے اپنی غیبت صغریٰ کے زمانہ میں کچھ خطوط علما و صلحا کے پاس بھی بھیجے تھے ان میں جن خطوط کا خلاصہ ہم

جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ کے نام

نیک برادر اور لائق دوست شیخ مفید ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن نعمان خدا ان کا اعزاز ہمیشہ قائم رکھے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اما بعد۔ میرا سلام ہو اس دوست پر جو دینی معاملات میں خلوص رکھتے ہیں اور ہمارے بارہ میں یقین کامل حاصل ہے۔ ہم اس خدا کی تعریف کرتے ہیں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور درود بھیجتے ہیں اپنے سید و مولا اور اپنے نبی حضرت محمد مصطفیٰ[ص] اور ان کی پاک اولاد پر اور تم کو خدا تمہاری توفیقات کو ہمیشہ قائم رکھے نصرت حق کی طرف متوجہ کرتے ہیں تم نے جو کچھ ہمارے بارہ میں صدق بیانی سے کام لیا ہے خدا اس کا اجر و ثواب دینے والا ہے۔ تم نے ہم سے خط و کتابت کو جاری رکھا اور ہمارے دوستوں کو ہمارا پیغام پہنچانے کی تکلیف گوارا کی۔ خدا نے ان ہمارے دوستوں کو اپنی اطاعت کی وجہ سے اعزاز عطا فرمایا اور ان کی مشکلات کو دور کیا۔ پس خدا تمھیں دشمنوں کے مقابل کامیاب بنائے اب ذرا ٹھہر جاؤ اور جیسا ہم کہتے ہیں اس پر عمل کرو۔ اگرچہ ہم ظالموں کے مکانات سے دور ہیں لیکن ہمارے لئے وہ خدا کافی ہے جس نے ہم کو ہمارے شیعہ مومنین کی بہتری کے ذرایع دکھادئے ہیں۔ جب تک دولت دنیا فاسقوں کے ہاتھ میں رہیگی ہم کو تمھاری خبریں پہنچتی رہیں گی اور تمھارے معاملات کے متعلق کوئی بات ہم سے پوشیدہ نہ رہے گی۔ ہم ان لغزشوں کو جانتے ہیں جو لوگوں سے اپنے

... ہی ہیں۔ تاہم ہم ان کی رعایتوں کو چھوڑنے
والے نہیں اور نہ ان کے ذکر کو بھولنے والے ہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو اُن پر
مصیبتیں نازل ہو جاتیں اور دشمنوں کو غلبہ حاصل ہو جاتا۔ پس ان سے کہو
کہ خدا سے ڈرو اور ہمارے امر و نہی کی حفاظت کرو اور اللہ اپنے نور کا
کامل کرنے والا ہے چاہے مشرک کیسے ہی کراہت کریں۔ تقیہ کو پکڑے رہو
میں اس کی نجات کا ضامن ہوں جو خدا کی مرضی کا راستہ چلے گا۔ اس سال
جب جمادی الاول کا مہینہ آئے گا تو اس کے واقعات سے عبرت حاصل
کرنا۔ تمھارے لئے آسمان و زمین سے روشن آیتیں ظاہر ہونگی مسلمانوں
کے گروہ عراق میں حزن و قلق میں پھنس جائینگے اور ان کی بد اعمالیوں سے
رزق میں تنگی ہو جائے گی۔ پھر یہ ذلت شریروں کی ہلاکت کے بعد یہ مصیبت
دور ہو جائے گی ان کی ہلاکت سے نیک اور متقی لوگ خوش ہوں گے۔
پس لوگوں کو یہ چاہیئے کہ وہ ایسے کام کریں جن سے ان کو ہماری محبت زیادہ
ہو اور ہماری کراہیت و غصہ دور رہے۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ جب یکایک
موت دبائے گی تو پھر توبہ کام نہ دے گی اور ہمارے غصہ سے نجات نہ ملے گی
اس وقت ندامت کے سوا اور کچھ حاصل نہ ہوگا۔ خدا تم کو نیکی پر قائم رکھے اور
اپنی رحمت نازل کرے۔

خط ان لوگوں کے نام جو حضرت کی امامت کے منکر تھے

حضرت کے عہد امامت میں شیعوں کی ایک جماعت ایسی تھی جو یہ خیال رکھتی
تھی کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے کوئی صاحبزادے تھے ہی

آپ نے تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خدا ہم کو اور تم کو فتنوں سے بچائے اور تم کو روح یقین عطا کرے اور بری بازگشت سے ہمیں اور تمھیں اپنی پناہ میں رکھے۔ تمھاری جماعت نے دین کے معاملہ میں جو شکوک پیدا کئے ہیں مجھے ان پر اطلاع ہو گئی۔ اس میں تمھارا ہی نقصان ہے نہ کہ ہمارا۔ یہ امر تم ہی کو پریشان کرنے والا ہے نہ کہ ہم کو کیونکہ خدا ہمارے ساتھ ہے اور ہم کو اپنے غیر کی طرف کوئی احتیاج نہیں۔ چونکہ حق ہماری طرف ہے لہٰذا اگر کوئی ہم سے پھر جائے تو ہمیں اس کا غم نہیں۔ ہم اپنے رب کے صنایع اولین میں سے ہیں اور باقی مخلوق ہمارے بعد کی ہے۔ افسوس ہے تمھاری حالت پر کہ تم خواہ مخواہ شک و حیرت میں پڑے ہوئے ہو۔ کیا تم نے خدا کا یہ کلام نہیں سنا یا ایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم۔ کیا تم ان آثار کو نہیں جانتے جو تمھارے گزشتہ اماموں سے ظہور میں آئے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ کس طرح خدا نے تمھارے لئے ان صاحبان علم کو پیدا کیا جن کی طرف تم ہر مشکل میں پناہ ڈھونڈھتے ہو۔ اس نے تمھارے لئے اپنی ہدایت کے جھنڈے کھڑے کئے جن سے تم ہدایت پاتے ہو۔ آدم کے وقت سے اب تک یہی ہوتا رہا ہے کہ جب ایک علم ہدایت غائب ہوا تو اس کی جگہ دوسرا آ گیا اور جب ایک ستارہ غروب ہوا تو اس کا قائم مقام دوسرا بن گیا۔ پس اب یہ بتاؤ تم جو کسی امام کے وجود کو نہیں مانتے تو کیا اللہ نے اپنے دین کو مٹا دیا کیا اپنی مخلوق سے قطع تعلق کر لیا۔ ایسا تو ہو نہیں سکتا۔ قیامت تک خدا کا یہ معاملہ تو جاری ہی رہیگا چاہے کوئی

آپ کے پدر بزرگوار کے بعد میں ہوں میرے بارہ میں
انکی وصیت تھی میں ان کا صحیح قایم مقام ہوں سوائے گنہگار ظالم کے اور
کون اس بارہ میں مجھ سے جھگڑا کرے گا اور سوائے کافر کے اور کون میرے
حق سے انکار کرے گا۔ اگر امر خدا مانع نہوتا اور میرے پوشیدہ رہنے کا حکم
نہ ہوتا تو تم کھلم کھلا ایسی باتوں کو دیکھتے جس سے تمھاری عقلیں حیران ہوجائیں
اور تمھارے شکوک زائل ہوجاتے لیکن خدا جو چاہتا ہے وہی ہوتا ہے۔
ہر کام کے لئے ایک وقت ہے پس خدا سے ڈرو اور ہماری بات مانو اور
امر خلافت کو ہمارے لئے منظور کرو۔ جو چیز پردہ میں ہے اس کو کھولنے کی
کوشش نہ کرو اور داہنے بائیں بے چینی میں مت جھکو۔ ہماری مودت
اور محبت کے روشن راستہ سے مت ہٹو۔ میں نے تم کو نصیحت کر دی اور
خدا میرے اور تمھارے اوپر گواہ ہے۔

۱۰۔ ایک اہم مسئلہ کا جواب

شیخ صدوق نے بسند معتبر سعد بن عبداللہ قمی سے نقل کیا ہے کہ میں ایک بار
امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں ایک مسئلہ دریافت کرنے کے لئے
گیا اس وقت میں نے دیکھا کہ ایک خوبصورت صاحبزادے (امام عصر علیہ السلام)
آپ کے پہلو میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے امام حسن عسکری علیہ السلام سے
عرض کی مولا بعد رسول اس پر کیا دلیل ہے کہ امت باختیار خود اپنا امام مقرر
نہیں کر سکتی حضرت نے ان صاحبزادے سے فرمایا تم اس کا جواب دو۔ انھوں نے
فرمایا حضرت موسیٰ اپنی قوم میں سے ستر آدمیوں کو مومن کامل سمجھ کر اپنے ساتھ طور پر

اپنے ہی ہاتھ میں رکھا ہے۔ میں یہ جواب باصواب سنکر مبہوت ہوگیا اور امام حسن عسکری علیہ السلام سے پوچھا یہ صاحبزادے کون ہیں فرمایا میرے بعد تمھارے امام اور خدا کی آخری حجت یہی ہیں۔

۱۱۔ امام علیہ السلام کی غیبت کے متعلق اعتراضات

۱۔ اعتراض

پہلا اعتراض یہ ہے کہ جب امام آخر الزمان علیہ السلام ۲۵۵ھ کو پیدا ہوئے تھے تو اب تک وہ دنیا میں زندہ کیسے ہیں۔ کیوں کر ممکن ہے کہ ایک شخص کی عمر اتنی طولانی ہو جائے کہ اس وقت سے اب تک کہ گیارہ سو برس سے زیادہ کا زمانہ ہوتا ہے زندہ رہے۔ چوں کہ یہ بات عقل میں نہیں آتی لہذا امام علیہ السلام کا وجود تسلیم نہیں کیا جا سکتا

جواب

ایسا اعتراض وہی شخص کر سکتا ہے جو خدا کی قدرت کا قائل نہیں ورنہ جو خدا دنیا کی ہر شے پر قادر ہے کیا وہ کسی وجود کو ہزار دو ہزار برس تک باقی نہیں رکھ سکتا۔ ہزار دو ہزار دو برس کیا چیز ہیں وہ تو لاکھوں بلکہ کروروں برس تک اپنی مخلوق کو زندہ رکھ سکتا ہے۔ ملائکہ کو دیکھو کہ دنیا کی خلقت سے بھی پہلے کے ہیں اور اب تک باقی ہیں۔ جنوں کو دیکھو

دیکھو حضرت آدم سے پہلے موجود تھا اور اب تک باقی ہے۔ قرآن میں اہل جنت اور دوزخ کا ذکر پڑھو وہ ہمیشہ ہمیشہ باقی رہیں گے پس جو خدا ایسی قدرت والا ہے وہ اگر کسی ایک آدمی کو دو چار ہزار برس کی زندگی دیدے تو کون تعجب کی بات ہے۔ کیا اس نے آدمیوں کو بڑی بڑی عمریں عطا نہیں فرمائیں۔ حضرت نوح کی عمر ڈھائی ہزار برس کی نہ تھی؟ اعتراض کرنے والوں کو اس پر کیوں نہیں تعجب ہوتا امام علیہ السلام کی عمر تو ابھی گیارہ سو برس ہی کی ہے۔ اصحاب کہف کو دیکھو کب سے غار میں پڑے سو رہے ہیں جس خدا نے ان کو ہزاروں برس کی عمر دیدی ہے کیا وہ کسی اور کو نہیں دے سکتا۔ دنیا میں عمروں کا کم و بیش ہونا یہ بتاتا ہے کہ جس شخص کا مزاج جتنا اعتدال سے قریب ہوگا اتنی ہی دیر میں اس کی موت واقع ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ کئی کئی سو برس زندہ رہتے ہیں پس کونسی تعجب کی بات ہے اگر خدا اپنے ایک برگزیدہ بندے کے مزاج کو اعتدال حقیقی سے اتنا قریب تر بنا دے کہ وہ آج تک زندہ رہے۔

۲۔ اعتراض

یہ مانا کہ دنیا حجت خدا سے خالی نہیں رہ سکتی اور ایک امام اب بھی موجود ہے اور وہ زندہ و باقی بھی ہے۔ لیکن یہ تو بتائیے کہ ایسا ضروری وجود لوگوں کی نظروں سے کیوں غائب ہے جس کے اوپر دین کا دارومدار ہے اس کے غائب ہونے کی کوئی علّت بھی تو معلوم ہونی چاہیئے۔

جواب

واضح ہے کہ بہت سے انبیا تھوڑی مدت کے لئے غائب رہ چکے
تو پھر اس بات کے دریافت کرنے کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی کہ
کیوں غائب ہیں خدا کی مصلحت کو بندے کیا جانیں جس طرح خدا نے
کسی مصلحت سے حضرت ابراہیم حضرت موسیٰ۔ حضرت یونس۔ حضرت ادریس
حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غائب کیا تھا وہ
اپنی مصلحت کی بنا بر اس آخری حجت کو بھی غائب کر سکتا ہے۔ غیبت کی
مدت اگر کم وبیش ہے تو ہوا کرے اصل معاملہ پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑتا۔ ہمارے
لئے اس بات کی ضرورت نہیں کہ علت غیبت کو بھی معلوم کریں۔ قرآن میں
مومن کی صفت یہ بیان کی گئی ہے کہ غیب پر ایمان رکھنے والا ہو نہ یہ کہ غیبت
کی علت کو جاننے والا ہو۔ بالفرض اگر ہمیں حضرت کے غائب ہونے کی علت
نہ بھی معلوم ہو تو یہ لازم نہیں آتا کہ حضرت کا وجود بھی نہ ہو کیونکہ کسی شے کی علت
کا نہ جاننا اس کے عدم کی دلیل نہیں۔ ہم ہزاروں باتوں کی علت کو نہیں
جانتے تو کیا اس سے یہ لازم آتا ہے کہ وہ چیزیں معدوم ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ وجود امام خدا کی ایک نعمت ہے بلکہ ایسی نعمت ہے
کہ اس سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں۔ دنیا کی تمام نعمتیں اسی کے طفیل میں
ہیں پس غیبت کی علت خدا کی طرف نہیں عائد ہوسکتی کیونکہ وہ سخی،
مہربان اور رحیم ہے اسکی شان کے خلاف ہے کہ وہ کوئی نعمت دے کر
بلا وجہ ہم سے خود ہی چھین لے۔ ضرور اس کا سبب ہم ہی قرار پاتے ہیں۔
خدا کسی قوم کی حالت کو اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی

... کو ضائع نہ کردیں۔ یہ کفران نعمت ہی کا
سبب ہے کہ خدا روز بروز دنیوی نعمتوں کو کم کرتا جاتا ہے۔ اور نہ یہ علّت
غیبت خود امام کی طرف عاید ہوسکتی ہے کہ وہ خود بخود بلا وجہ غائب ہوگیا ہو
اور تبلیغ دین سے منہ چھپا کر بیٹھ رہا ہو۔ اگر وہ ایسا ہے تو خدا اسکو امام ہی
نہ بنائے گا پس ضرور ہے کہ اس غائب ہونے کا سبب خود انسان ہی قرار
پائیں۔ خدا قرآن میں فرماتا ہے "جو مصیبت تم پر پڑی ہے یہ تمھارے ہی
کرتوت کا نتیجہ ہے"۔ امام کی غیبت کا سبب لوگوں کی سرکشی، ظلم و جور،
فسق و فجور، کفران نعمت اور تکذیب آیات الٰہی ہے۔ انبیاء و مرسلین جب کبھی
غائب ہوئے ہیں اسی وجہ سے ہوتے ہیں کہ لوگوں میں کفران نعمت اور
تکذیب آیات الٰہی اور ظلم و جور حد سے زیادہ بڑھ گیا تھا۔ خدا نے ان کو
یہ سزا دی کہ اپنے ولی اور اپنی حجت کو ان سے غائب کر دیا اور بادشاہان
جابران پر مسلط ہوگئے۔ اس کو ایک مثال کے ذریعہ سے سمجھو۔ خدا نے
آفتاب کو دنیا کے روشن کرنے اور فیض پہنچانے کے لئے پیدا کیا ہے تو
کبھی تو اسکی غیبت کا یہ سبب ہوتا ہے کہ وہ ایک قطعہ زمین سے گذرتا ہوا
دوسرے حصّہ پر پہنچ جاتا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ وہ غائب ہوگیا حالانکہ وہ موجود
ہے اور اپنے کام میں مشغول ہے اور برابر حرکت کر رہا ہے۔ اور کبھی غائب
ہوجانے کا یہ سبب بھی ہوجاتا ہے کہ زمین کا دھواں، غبار اور بخار اٹھ کر بادل
بن جاتا ہے اور آفتاب کو ہماری نظر سے چھپا دیتا ہے۔ یہ بخار تربیت عالم
کے لئے ضروری ہے اس لئے اس کو روکا نہیں جا سکتا۔ اور کبھی ایسا ہوتا ہے
کہ ہم خود ایک غبار فتنہ و فساد ... آفتاب ...

محروم ہو جاتے ہیں۔ یہی ہماری بینائی کا ضعف ہمیں آفتاب کو دیکھنے سے
مانع ہوتا ہے پس جب ہم کو یہ معلوم ہو گیا کہ فیض سے محروم ہونے کے بہت سے
اسباب ہو سکتے ہیں تو اب ہم یہ کہتے ہیں کہ لوگوں کے باطل اوہام، فاسد
عقیدے اور ان کا فسق و فجور، کفران نعمت اور تکذیب آیات الٰہی کے
بادل ان کے اور اس آفتاب امامت کے درمیان حائل ہیں۔ لوگ
اپنے ضعف بصیرت اور نور ایمان کی کمی کی وجہ سے اس آفتاب امامت کو
نہیں دیکھ سکتے ورنہ وہ اس نعمت سے محروم نہ رہ سکتے۔ خدا نے نہ چاہا
کہ اپنی اس آخری حجت کو ظالموں کے ہاتھ سے اسی طرح ضایع کرا دے
جس طرح اس سے پہلے اور خدا کی حجتیں ہلاک کر ڈالی گئیں۔ اگر ہلاکت کا سلسلہ
بدستور جاری رہتا تو برابر خدا کی حجتیں قیامت تک آتی ہی رہتیں اور یہ سلسلہ
ختم ہی نہ ہوتا لہذا اس نے ایک آخری حجت کو محفوظ کر لیا۔ تا وقتیکہ اسکے
ظہور و خروج کا وقت نہ آجائے غیبت کا پردہ پڑا رہے۔ اس صورت میں
لوگوں کے ایمان کا امتحان بھی ہوتا رہے۔

صریح الفاظ میں یوں سمجھئے کہ اہلبیت علیہم السلام کے مقدس سلسلہ میں
گیارہ خدا کی حجتیں ظاہر ہوئیں۔ ان میں سب سے پہلے حضرت علی تھے۔
ان کے ساتھ لوگوں نے کیا کیا۔ کہاں تک ان سے فیض اٹھایا۔ کتنے
علوم و فنون عام مسلمانوں نے ان سے سیکھے کس نے ان کی اطاعت کی۔
کس نے ان کے حق میں وصیت رسول کو پورا کیا ہمیشہ ان سے مسلمان بر سر
عداوت رہے۔ اطمینان کی سانس لینے کی مہلت نہ دی اور آخر کار شہید
کر دیا۔ پھر حسن بن علی ظاہر ہوئے تبلیغ کی، ہدایت کی نصیحت کی کس نے سنی؟

جو کچھ کیا گیا ظاہر۔ غرض کہ یوں ہی یکے بعد دیگرے گیارہ حجتیں ظاہر ہوئیں لیکن دشمنان دین نے ان میں سے کسی ایک کو بھی امن وامان کی زندگی بسر کرنے کا موقع نہ دیا۔ ہمیشہ قید وافلیت ومصیبت ہی میں رکھا اور جب موقع ملا زہر دے کر قتل کرا دیا۔ پس اگر بارھویں امام ظاہر ہوتے تو بتاؤ لوگ ان کے ساتھ کیا کرتے؟ وہی جو ان کے آبا و اجداد کے ساتھ کیا بلکہ اوروں کو تو کچھ مہلت بھی ملی تھی انھیں فوراً ہی قتل کر دیا جاتا کیونکہ ظالم بادشاہوں کو جو خوف ان سے تھا وہ کسی اور سے نہ تھا۔ وہ احادیث رسول سے یہ بات معلوم کر چکے تھے کہ ظالموں اور جابروں کا قلع قمع مہدی آخرالزماں ہی کے ہاتھ سے ہونے والا ہے۔ یہ پیشین گوئی اور کسی امام کی بابت نہ تھی۔ امام علیہ السلام سے ان جابر بادشاہوں کو وہی خوف تھا جو نمرود کو حضرت ابراہیم سے اور فرعون کو حضرت موسیٰ سے۔

۳۔ اعتراض

یہ مانا کہ لوگ اور خصوصاً بادشاہان اسلام ان کے دشمن تھے یا ہیں لیکن جب وہ خلیفہ خدا ہیں اور خدا قادر مطلق ہے تو کیا وہ ظاہر رکھ کر انکی حفاظت نہیں کر سکتا تھا۔ معاذ اللہ کیا خدا بھی ان ظالم بادشاہوں سے ڈر گیا اور اپنے ولی اور حجت کو غائب کر دیا۔

جواب

ایسا اعتراض وہی لوگ کرتے ہیں جو بات کو سمجھنے کی اہلیت نہیں

بچا سکتا۔ کیونکہ بچانے کی یہی صورت ہوتی کہ کسی ظالم و جابر کو ان پر قدرت
نہ دیتا اور جو کوئی اس کے ولی کو قتل کے ارادہ سے چلتا اس کو خود ہی
قتل کرنے سے پہلے قتل کر ڈالتا۔ لیکن وہ ایسا کرتا نہیں کیونکہ اس نے
بندوں کو ان کے افعال میں فاعل مختار بنایا ہے۔ وہ اس طرح کسی کو مجبور
نہیں کرتا اگر ایسا کرتا تو دنیا میں کوئی کافر و مشرک باقی ہی نہ رہتا۔ یا اُس کو
اسباب ہی نہ دیتا یا موقع ہی نہ دیتا۔ ان صورتوں میں صریحی جبر لازم آتا
اور مستحق و غیر مستحق ثواب و عقاب معلوم نہ ہوتا۔ مومن و منافق میں تمیز نہ ہوتی
علاوہ اسکے اگر وہ ہر ایک ظالم و جابر کو ہلاک کر دیتا تو بہت سے وہ مومن
بھی ضایع ہو جاتے جو ان کے صلب سے پیدا ہونے والے ہوتے اور اگر ایسا
کرتا کہ ان کو ظلم کرنے دیتا۔ جو قتل کو آتا اس کو نہ روکتا جو زہر دیتا اس کو ہلاک
نہ کرتا لیکن اگر زہر کی تاثیر اور تلوار کا اثر روک دیتا تو اس صورت میں بہت بڑی
خرابی یہ لازم آتی کہ لاکھوں آدمی اس جرم کے مرتکب ہوکر اور حجت خدا کو زہر
دے کر اس پر تلوار چلاکر عذاب الٰہی کے مستحق ہو جاتے اور اُس کے وبال
میں ان کے بہت سے اعزہ و احباب بھی پھنستے اور یہی سلسلہ برابر جاری
رہتا۔ لہٰذا خدا نے اپنے ولی و حجت کو غائب کر کے لوگوں پر اپنا لطف
ظاہر کیا۔

۴۔ اعتراض

خدا نے اپنے ولی کو ایسے جابر بادشاہوں سے لڑنے کا حکم کیوں نہ دیا
بلکہ ... سے خالی کر دیتا۔

اگر خدا ایسا حکم دیدیتا تو دنیا میں ہمیشہ صفین و نہروان کے سے معرکے گرم رہتے اور مقصد ہدایت پھر بھی پورا نہ ہوتا۔ حق و باطل میں پوری تمیز نہ ہوتی۔ اگر امام حسین علیہ السلام کی طرح خدا اپنے اس آخری ولی کو بھی شہید ہوجانے دیتا تو زمین حجت خدا سے خالی ہوجاتی اور عالم تباہ ہوجاتا پس اس کے سوا اور کوئی صورت نہیں ہوسکتی کہ خدا امام زمانہ کو غائب کردے۔

۵۔ اعتراض

یہ کیسے مان لیا جائے کہ اگر امام علیہ السلام ظاہر ہوتے تو بادشاہ وقت ان کو قتل ہی کر ڈالتا۔

جواب

فرض کرو وہ قتل نہ کرتا اور آپ زندہ رہتے تو بہ حیثیت اس کی رعایا بن کر رہنے کے آپ کو اس کی بیعت کرنا پڑتی۔ یعنی یہ معاہدہ کرنا پڑتا کہ ہم تمہاری مخالفت نہ کریں گے، تم سے نہ لڑیں گے اور تم پر خروج نہ کرینگے لیکن چونکہ امام عصر علیہ السلام کو ایک دن خلفائے جور پر خروج کرنا ہے اور اُن کے مقابلہ پر آنا ہے لہذا خدا نے آپ کے وجود کو لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ کردیا تاکہ وقت خروج کسی ظالم بادشاہ کی بیعت آپ کی گردن پر نہ ہو اور جنگ کے وقت خلاف معاہدہ عمل ظہور میں نہ آئے۔

۶۔ اعتراض

نہ جس کے پاس جا سکتے ہیں نہ جس سے مسائل پوچھ سکتے ہیں نہ اپنی حاجت روائی کرا سکتے ہیں۔ نہ مدد لے سکتے ہیں۔

جواب

اس اعتراض کا جواب چند طرح سے دیا جا سکتا ہے۔

(۱)

زمین کبھی حجت خدا سے خالی نہیں رہتی۔ اور آیات و احادیث سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ امام زمانہ موجود ہیں اور غائب ہیں اور اس کا اقرار عین ایمان ہے۔ پس اگر ہمیں اس کے فوائد کا علم نہ ہو تو اس کے وجود سے انکار نہیں ہو سکتا۔ علاوہ بریں بہت سے موجودات ایسے ہیں کہ ان کا وجود ہی مقصود بالذات ہوتا ہے۔ ان سے کسی دوسرے کا فائدہ مقصود نہیں ہوتا اور اگر ہوتا ہے تو بالعرض نہ کہ بالذات۔ بہت سے انبیا ایسے گذرے ہیں جو کسی قوم پر مبعوث نہوئے تھے بلکہ محض اپنے ہی نفس پر نبی تھے یہ بات بھی اپنے مقام پر ثابت ہو چکی ہے کہ انبیا کی خلقت کی غرض تبلیغ و ہدایت نہیں بلکہ ان کی بعثت کی غرض تبلیغ و ہدایت ہے ان کی خلقت سے خداوند عالم کو اپنے کمال کا اظہار مقصود ہوتا ہے چنانچہ حضرت موسیٰ سے فرمایا ہے۔ واصطنعتک لنفسی (اے موسیٰ میں نے تجھے اپنے لئے بنایا ہے) حجت خدا نبی ہو یا امام نمونۂ کمالات خالق ہوتا ہے نہ کہ محض دوسروں ہی کے لئے خلق کیا جاتا ہے۔ پس ممکن ہے کہ وجود امام عصر مقصود بالذات ہو

(۲)

ابراہیم اور حضرت موسیٰ کے وجود کا اپنے اپنے زمانۂ غیبت میں یا جو فائدہ
حضرت رسول خدا کے وجود کا تھا جبکہ آپ شعب ابوطالب میں چھپے ہوئے
تھے یا اُن چالیس برس کے عرصہ میں جب آپ نے اظہار نبوت نہ کیا تھا۔
وہی فائدہ ہے جو حضرت آدم کے وجود سے اس وقت تھا جبکہ کوئی مخلوق
ہدایت کے لئے نہ تھی اور آدم کے اولاد بھی پیدا نہ ہوئی تھی۔ وہی فائدہ ہے
جو اولاد حضرت آدم کے اُن اوصیا کے وجود کا تھا جو تا زمانۂ حضرت ادریس
اور پھر تا زمانۂ حضرت نوح ظاہر نہ ہوئے تھے اور کسی قوم کو تبلیغ نہ کرتے تھے
اور پوشیدہ جزیروں میں رہتے تھے۔

(۳)

امام کا فرض صرف ہمیں مسئلے مسائل بتانا، ہماری حاجتیں پوری کرنا،
لوگوں سے ملنا۔ اپنی صورت دکھانا اوروں کی دیکھنا۔ مریدوں کے یہاں
دعوت کھانا اور ان کے لئے دعا کرنا نہیں ہے بلکہ امام مربی عالم ہے اور
امور الٰہی کی تدبیر امام زمانہ ہی سے متعلق ہوتی ہے۔ اس کے لئے یہ ضرور نہیں
کہ وہ آنکھوں کے سامنے موجود ہو۔ مربی کل عالمین جو رب العالمین ہے
وہی نظر سے چھپا ہوا ہے مگر اپنی قدرت کاملہ سے ہر جگہ حاضر و ناظر ہے اور
تمام عالموں کی تربیت کرتا ہے پس امام جو اس کا خلیفہ اور ولی ہے اگر وہ بھی
پوشیدہ رہکر تربیت عالم کرے تو کون تعجب کی بات ہے۔ آخر فرشتے بھی تو
پوشیدہ رہکر خدا کی طرف سے دنیا کے کام انجام دیتے ہیں۔

(۴)

ان کے لئے خلق ہوئی ہے اور ہم سب ان کے طفیلی ہیں۔ دوسرے وہ واسطۂ فیضان الٰہی ہے۔ یعنی جو فیض مخلوق کو خالق کی طرف سے پہنچتا ہے وہ ولی خدا ہی کے وسیلہ سے پہنچتا ہے۔ جو کچھ ہم کھا پی رہے ہیں اور قسم قسم کی خدائی نعمتیں پا رہے ہیں۔ یہ اسی چشمۂ فیض کی وجہ سے ہیں اگر یہ واسطہ ہمارے اور خدا کے درمیان نہ ہو تو اس فیض کا انقطاع ہو جائے۔

(۵)

دنیا کے لوگوں کا ظلم اور فسق و فجور اتنا بڑھ گیا ہے کہ اگر ان کے اعمال کی بازپرس اب کی جائے تو فوراً عذاب نازل ہو اور ایک آدمی بھی زمین پر زندہ باقی نہ رہے۔ لیکن کسی پر عذاب نازل نہیں ہوا۔ سب عیش و راحت سے بسر کر رہے ہیں۔ یہ کیوں؟ اسلئے کہ وعدہ خدا ہے "اپنے پیغمبر سے ہم اسوقت تک عذاب عمومی نہ بھیجیں گے جب تک تو ان میں ہے" اب اگرچہ خود رسول نہیں مگر اہلبیت رسول میں سے تو ایک شخص موجود ہے۔ اسی کی وجہ سے عذاب کا نزول نہیں ہوتا اور دنیا سزا سے محفوظ ہے۔ جب وقت عذاب کا آئے گا امام زمانہ خود ظہور فرما کر ان کو تیغ کے گھاٹ اتاریں گے پھر کسی کو مہلت نہ دی جائے گی۔

(۶)

زمین آسمان وجود حجت اللہ سے قائم ہیں۔ حضرت رسول خدا نے فرمایا ہے "میرے اہلبیت زمین کے لئے اسی طرح باعث امن و امان ہیں جس طرح تارے آسمان کے لئے امان ہیں" چونکہ امام زمانہ اہلبیت نبوت د

فیض دو قسم کا ہوتا ہے جسمانی اور روحانی۔ غیبت امام میں اگر لوگ جسمانی فیض سے محروم رہیں تو روحانی فیض سے محروم رہنا ضروری نہیں۔ یہ فیض ان کو ہر جگہ پہنچ سکتا ہے خواہ امام کہیں ہوں اگر مومنین کی چشم بصیرت کھلی ہوئی ہے۔ نور عقل موجود ہے۔ دل میں شمع ایمان روشن ہے تو ضرور ان کو امام سے فائدہ پہنچتا رہے گا۔ ایک بڑا فیض یہ ہے کہ امام زمانہ مومنوں کے دلوں سے شیطانی وسوسے اپنی قوت تصرف کے ذریعہ سے دفع کرتے رہتے ہیں جس سے روح ایمان تازہ ہوتی رہتی ہے۔ نہایت دشوار تھا کہ اس زمانہ میں جبکہ دشمنان خدا کی کثرت ہے اہل ایمان ان کے گمراہ کن حملوں سے محفوظ رہتے۔ یہ امام ہی کا فیض ہے کہ روح ایمان لوگوں میں باقی ہے۔ جو بندہ مومن اس ولیّ زماں کی طرف رجوع کرتا ہے فوراً اس طرف سے اسکی مدد ہوتی ہے۔ یہ روحانی فیض ہمیشہ جاری ہے چاہے کوئی سمجھے یا نہ سمجھے۔ جس طرح ابر کے نیچے آنے سے آفتاب غائب ہوجاتا ہے لیکن اپنی روشنی اور گرمی سے تربیت عالم کا کام برابر کرتا رہتا ہے اس طرح امام زمانہ بھی پردہ غیبت میں لوگوں کو فائدہ پہنچا رہے ہیں۔ وہ مومنین کی روحوں کی روحانی پرورش کر رہے ہیں خواہ ان کو کوئی دیکھے یا نہ دیکھے۔ حضرت امام مہدی آخرالزماں علیہ السلام نے خود فرمایا ہے اما الانتفاعُ بی کالا نتفاع بالشمس اذا غیبتھا السحاب (مجھ سے نفع پانا ایسا ہی ہے جیسے سورج سے نفع پانا اس وقت جبکہ وہ بادل کے پیچھے ہو)

آنکھ پر موقوف نہیں کہ کسی کتاب میں دیکھ کر یا کسی کی زبان سے سنکر ہی حاصل کریں بلکہ تعلیم قلبی اور روحانی بھی ہوتی ہے۔ پس مومنین امام غائب سے تعلیم روحانی حاصل کر سکتے ہیں علم حاصل کر سکتے ہیں۔ مسائل دریافت کر سکتے ہیں۔ البتہ معرفت اور نور ایمان کی ضرورت ہے۔ چنانچہ بعض عارفین نے اس زمانہ غیبت کبریٰ ہی میں ان جناب سے تعلیم پائی ہے اور علوم حاصل کئے ہیں۔ لوگوں نے خود اپنے دل پر باطل اوہام اور فاسد عقاید کے پردے ڈال لئے ہیں اور خود امام کے فیض سے محروم ہو گئے۔ جو شخص اپنے مکان کے دروازے اور کھڑکیاں وغیرہ بند کر کے بیٹھے گا وہ آفتاب کی روشنی سے یقیناً محروم رہے گا اس میں آفتاب کا قصور نہیں۔ اگر ہماری روحانی آنکھوں سے پردے ہٹ جائیں دل پر سے دنیا کی تاریکی دور ہو جائے تو یقیناً آفتاب امامت کی ضیا باری ہونے لگے گی۔ جو شخص تہذیب نفسانی اور ریاضت روحانی کے بعد اپنے قلب کو روشن کر لیتا ہے وہ یقیناً امام علیہ السلام سے تعلق پیدا کر لیتا ہے۔ خدمت امام میں جا سکتا ہے بہت سے مومن ہیں جو اس ظاہری جسمانی حالت میں امام علیہ السلام کی خدمت میں پہنچے ہیں۔ زیارت سے مشرف ہوئے ہیں۔ فیض پایا ہے اب بھی جو شخص چاہے کوشش کرے لیکن اسکے لئے چند شرائط ہیں اول صدق دل سے اس پر ایمان لانا۔ فسق و فجور کو ترک کرنا۔ معرفت امام حاصل کرنا۔

(9)

کسی پیغمبر یا امام سے ہدایت پانا حضوری پر موقوف نہیں ہے۔ نہ یہ پیغمبر

علم حاصل کرنا ضروری ہے جن کی تبلیغ پہ پیغمبر مامور ہے اور یہ بلا واسطہ اور بالواسطہ دونوں طرح حاصل ہو سکتا ہے اگر ممکن ہو تو خود انسان جائے اور پوچھے اور سنے ورنہ ایسے شخص سے دریافت کر سکتا ہے جو اس کا جاننے والا ہے اسی طرح پیغمبر کی معرفت اور اس پر ایمان لانا اس پر موقوف نہیں کہ انسان پیغمبر کو آنکھ ہی سے دیکھے بلکہ معرفت قلب سے حاصل ہوتی ہے اور احکام سنکر حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ چنانچہ حضرت رسول خدا اپنے زمانہ میں نہ خود سب کے گھر جاتے تھے اور نہ تمام روئے زمین کا چکّر لگاتے تھے اور نہ ہر قطعۂ زمین کا رہنے والا حاضر خدمت ہونے پر مامور تھا بلکہ بہت سے لوگ دور دراز ملکوں میں رہتے تھے اور حضرت پر ایمان لائے تھے جناب اُویس قرنی یمن میں تھے اور وہیں سے حضرت رسول خدا کی وہ معرفت حاصل کی تھی کہ جب جنگ اُحد میں دندان مبارک شہید ہوئے تو اُویس نے یمن میں اپنے دانت توڑ لیئے اور کہا کہ جب میرے حبیب پر ایسا صدمہ گذرا تو میں کیونکر اس کا اثر نہ لوں۔

حضرت رسول خدا جب کوئی بات بیان فرماتے تھے تو یہ کہدیا کرتے تھے کہ جو لوگ حاضر ہیں وہ غائبین کو پہنچا دیں۔ پس اسی طرح ہر شخص کے لئے ضرور نہیں کہ وہ امام زمانہ کی خدمت میں حاضر ہو اور نہ امام کے لئے لازم ہے کہ وہ ہر شخص کے گھر جائے۔ بلکہ عوام کو ان علماء کی طرف رجوع کرنا چاہیے جو احکام دین سے واقف ہوں۔ اس زمانہ کے لوگوں نے آخر پیغمبر کو بھی تو نہیں دیکھا۔ پس جس طرح دین کے احکام علماء سے حاصل کئے

طرف رجوع کریں اور ظاہراً یا باطناً حاضرِ خدمت ہو کر ان سے وہ مسئلہ حل کر لیں اور ہمیں بتلا دیں اور یہی فائدہ امام علیہ السلام پر ایمان لانے کا ہوگا۔

(۱۰)

امام زمانہ کو ظاہری طور پر نہ دیکھنا اس کی دلیل نہیں کہ ہم ان کے فائدے سے بھی محروم ہیں۔ اس کو ہم ایک مثال کے ذریعہ سے واضح کرتے ہیں دیکھو جب تک قوتِ برقی کا انکشاف انسان پر نہ ہوا تھا وہ دنیا میں موجود تھی اور لاکھوں قسم کے فائدے بھی پہنچا رہی تھی لیکن انسان اس سے واقف نہ تھا۔ وہ اٹھارہویں صدی عیسوی میں جا کر کہیں اسکے خواص و اثرات پر اطلاع حاصل کر سکا ہے مگر کون مان سکتا ہے کہ اس کی اطلاع حاصل کرنے میں جو تاخیر واقع ہوئی وہ برقی قوت کے فوائد کو بھی اس سے روکے رہی۔ جب دنیا میں برقی قوت موجود تھی تو یہ کوتاہی انسان کی طرف سے تھی کہ وہ اسے معلوم نہ کر سکا۔ اسی طرح امام غائب موجود ہیں پس ان تک نہ پہنچنا یہ ہماری کوتاہی ہے۔ اگر ہم اپنے کو اس قابل بنا لیتے کہ امام ہم پر ظاہر ہوں تو وہ یقیناً ظاہر ہو جاتے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ ما بعد زمانہ میں ہمارے اندر وہ اہلیت پیدا ہو جائے کہ ہم کو امام علیہ السلام کی حضوری نصیب ہو سکے جس طرح ہزار ہا برس بعد انسان پر بجلی کا اظہار ہوا۔ قوتِ برقی اور قوتِ مقناطیسی وغیرہ ایسی قوتیں دنیا میں موجود ہیں جو ہماری نظروں سے چھپی ہوئی ہیں مگر ہمارے کام ان کے ذریعہ سے

کہ ان کے ذریعہ سے ہمارے سیکڑوں کام انجام دیتی ہیں۔ اگر یہ آلات
موجود نہ ہوں تو ہم کو ان سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ پس امام
غائب سے فائدہ حاصل کرنے کا بہترین آلہ قلب انسان ہے۔ اگر یہ پاک
وصاف ہے نور ایمان سے روشن ہے تو ضرور بالضرور امام کا فیضان
اس تک پہنچے گا۔ جو لوگ فیض امام سے محروم ہیں انھیں سمجھ لینا چاہیے
کہ ان کا آلہ خراب ہے۔

۱۲- بارہویں امام علیہ السّلام کے متعلق احادیث

(منقول از ذخائر العقبیٰ۔ کنوز الدقائق۔ جامع الصغیر۔ مودۃ القربیٰ)

۱- ابن مسعود سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ زمین
ضرور ایک دن ظلم وجور سے پُر ہو جائے گی پس اسوقت خدا مجھ میں سے
ایک شخص کو کھڑا کرے گا جس کا نام میرا نام (محمد) ہوگا پس وہ زمین کو
عدل وداد سے پُر کر دے گا جیسا کہ وہ ظلم وجور سے پُر ہو گئی ہو گی اور آسمان
اپنی بارش سے اور زمین ذخیروں سے کچھ باقی نہ رکھ چھوڑے گی وہ ان
میں سات یا آٹھ یا زیادہ سے زیادہ نو سال قیام کرے گا (طبرانی)

۲- ضرور زمین ظلم وجور سے پر ہو جائے گی۔ پھر میرے اہلبیت
میں سے ایک شخص خروج کرے گا اور اس کو عدل وداد سے بھر دے گا۔

۳- اگر دنیا میں صرف ایک دن ہی باقی رہ جائے گا تو بھی ضرور
اللہ میرے اہلبیت میں سے ایک شخص کو کھڑا کر دے گا جو زمین کو عدل و
داد سے بھر دے گا (ابن ماجہ احمد بن حنبل)

۵ ۔ اے فاطمہ! خوش ہو کہ مہدی تجھ سے یعنی تیری اولاد سے ہے۔

۶ ۔ مہدی ہم اہلبیت میں سے ہے خدا ایک آن واحد میں اس کا کام درست کر دے گا (احمد حنبل)

۷ ۔ مہدی ہم اہلبیت میں سے ہے۔ ہم پر دنیا کا خاتمہ ہوگا جس طرح کہ ہم ہی سے افتتاح ہوا۔ (طبرانی)

۸ ۔ مہدی مجھ سے ہے روشن پیشانی اور بلند بینی وہ زمین کو عدل و داد سے بھر دے گا جیسا کہ وہ ظلم سے بھر چکی ہوگی۔ وہ سات سال تک مالک زمین رہے گا۔ (ابو داود)

۹ ۔ ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ حضرت رسول خدا نے فرمایا مہدی میری اولاد میں سے ایک شخص ہے۔ اس کا چہرہ مثل ستارہ درخشاں ہے۔

۱۰ ۔ ابن عساکر سے منقول ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ جب قائم آل محمد خروج کرے گا تو اللہ اسکے پاس اہل مشرق و اہل مغرب کو جمع کر دے گا اور وہ اس طرح اکٹھے ہو جائیں گے جس طرح بادل کے ٹکڑے۔ اسکے رفقا اہل کوفہ ہونگے اور ابدال شام سے آئیں گے۔

۱۱ ۔ ایک طولانی حدیث میں ہے کہ قائم آل محمد اس وقت ظہور کرینگے جب شہر متغیر ہو جائینگے۔ بندگان خدا ضعیف بن جائینگے اور فراخ عیش کی طرف سے انھیں مایوسی ہو جائے گی۔ پس اس وقت میری اولاد میں سے مہدی القائم ایسے لوگوں کے ساتھ ظہور کرے گا جن سے خدا حق کو ظاہر کریگا اور ان کی تلواروں سے باطل کو مٹائے گا اور لوگ ان کا اتباع کرینگے۔

... میرے خلیفہ میرے اوصیا اور حجج اللہ میرے بعد بارہ ہیں اول
ان کا علی اور آخر میرا فرزند مہدی ہے۔ عیسیٰ بن مریم روح اللہ نزول
فرمائینگے اور اس مہدی کے پیچھے نماز پڑھیں گے اور زمین اپنے مربی کے
نور سے چمک اُٹھے گی اور اسکی سلطنت مشرق و مغرب عالم تک پہنچے گی۔

(فرائد السمطین)

۱۳۔ تمہارے اور روم کے درمیان سات دن ہیں۔ کسی نے پوچھا
اس وقت امام کون ہوگا فرمایا میرا فرزند مہدی جو چالیس سال کے سن میں
ہوگا اور اس کا چہرہ مثل کوکب درخشاں اور اس کے دائیں رخسارہ پر
خال سیاہ ہے وہ خزائن زمین کو نکالے گا اور شرک کے شہروں کو
فتح کرے گا۔ (اصابہ)

۱۴۔ مہدی میری اولاد سے ہے اس کا چہرہ مثل ستارہ درخشاں ہے
اور رنگ رنگِ عربی ہے اور جسم جسم اسرائیلی یعنی طویل۔ وہ زمین کو عدل و
داد سے پُر کر دے گا اور اس کی خلافت پر تمام اہل زمین و اہل آسمان خوش
ہوں گے وہ نوجوان سرمگیں چشم۔ ملے ہوئے ابرو۔ اٹھی ہوئی ناک اور گھنی
داڑھی والا ہے۔ اسکے دائیں رخسارہ پر خال سیاہ ہے اور بائیں ہاتھ پر
خال سیاہ ہے۔ (اسعاف الراغبین)

۱۲۔ علاماتِ ظہورِ امامِ غائبؑ

علم دنیا سے اٹھ جائے گا۔ عمل کم ہو جائے گا۔ قتل زیادہ ہونگے۔ ہدایت
کرنے والے فقہا کم ہونگے اور خائن و گمراہ فقہا بہت۔ شعرا کی کثرت ہوگی

بجائے برائیوں سے روکنے کے برائیوں کا حکم کریں گے۔ اچھے کاموں
سے روکیں گے۔ مرد مردوں سے حاجت پوری کریں گے اور عورت
عورتوں سے امرا کافر ہوجائینگے اور اولیا فاجر۔ اہل الرائے فسق و فجور
میں مبتلا ہوں گے۔ اسوقت زمین تین مرتبہ دھنسے گی ایک مشرق میں
ایک مغرب میں ایک جزیرہ عرب میں۔ دجال سجستان سے خروج کرے گا
اور سفیانی خروج کرے گا۔ امام علیہ السلام زمین مکہ سے خروج کریں گے۔
خدا ان کے ساتھ خروج کرنے کے لئے تین سو تیرہ آدمیوں کو دور
دراز ملکوں سے فراہم کردے گا۔ حضرت کے پاس ایک سر بمہر صحیفہ ہوگا
جس میں ان کے اصحاب کے نام درج ہونگے۔ جبرئیل ان کے داہنی طرف
ہونگے اور میکائیل بائیں طرف۔ تلوار جو نیام میں ہوگی وقت خروج خود نیام
سے باہر آجائے گی۔ دشمنان خدا قتل ہوں گے عیسیٰ ابن مریم زمین پر نازل
ہونگے۔ وقت خروج امام علیہ السلام دیوار کعبہ پر تکیہ کرکے کھڑے ہونگے
وقت خروج ان کے کل لشکر کی تعداد دس ہزار ہوگی۔ روئے زمین پر
سوائے خدا کے اور کوئی معبود باقی نہ رہے گا۔ ہر ایک بت جل کر خاک
سیاہ ہوجائے گا۔ وقت خروج وہ جوان ہوں گے۔ ان کے ساتھ
عصائے موسیٰ اور انگشتری سلیمان ہوگی۔ مرد عورتوں سے اور عورتیں مردوں
سے مشابہت کریں گے۔ عورتیں زین پر سوار ہوں گی۔ جھوٹی گواہیاں
قبول ہوں گی اور سچی رد۔ لوگ خونریزی کو نہایت معمولی بات خیال کریں گے
زنا کی کثرت ہوگی۔ سود حلال سمجھا جائے گا۔ لوگ شریروں سے ان کی زبان

... کی جائے گی۔ کوئی کسی پر ظلم نہ کر سکے گا۔
امام علیہ السلام کے لئے طی الارض ہوگا۔ امام کا سایہ زمین پر نہ پڑے گا۔
جب آپ ظاہر ہونگے تو مابین آسمان و زمین یہ ندا ہوگی "آگاہ ہو جاؤ کہ حجت خدا نے خانہ کعبہ میں ظہور کیا ہے اس کی پیروی کرو کیونکہ حق اسکے ساتھ ہے اور اسی میں ہے" مومنین اس آواز پر خود بخود کھنچیں گے اور جب دس ہزار کی تعداد پوری ہو جائے گی تو حضرت باذن خدا جہاد کریں گے دشمنان خدا چن چن کر قتل کئے جائینگے۔

۱۴۔ امام علیہ السلام کے متعلق چند آیات

(۱)

لَئِنْ اَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِلٰٓى اُمَّةٍ مَّعْدُوْدَةٍ لَّيَقُوْلُنَّ مَا يَحْبِسُهٗ ؕ اَلَا يَوْمَ يَاْتِيْهِمْ لَيْسَ مَصْرُوْفًا عَنْهُمْ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ (ہود)
(اگر ہم نے ان سے چند روز کے لئے عذاب کو ٹال دیا تو وہ کہنے لگتے ہیں (اگر ہم مستحق عذاب ہیں) تو کون چیز اس کو اب روکے ہوئے ہے۔ آگاہ ہو کہ جس دن وہ عذاب آیا تو اُن سے نہ ٹلے گا اور وہ عذاب ان کو ہر طرف سے گھیر لے گا جسکی بابت وہ مذاق اڑایا کرتے تھے)

سورہ نحل میں ہے وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ۔ (اگر خدا لوگوں کے کرتوتوں اور ان کے گناہوں کا مواخذہ کرتا تو آج ایک متنفس زمین پر باقی نہ چھوڑتا لیکن

ان آیات سے واضح ہے کہ دنیا میں ظلم اور گناہوں کی یہ حالت ہے کہ
اگر خدا ان کو ان کے کرتوتوں کی اسوقت سزا دے تو ایک جاندار کو زمین
زندہ اور باقی نہ چھوڑے مگر ایک مدت معین کے لئے ان گنہگاروں، مجرموں
اور کافروں کو مہلت دی ہوئی ہے اور وہ وقت معین ظہور قایم آل محمد ہے
کہ اس وقت کسی کافر کو مہلت نہ دی جائے گی۔ پہلی آیت میں اُمّۃ معدودۃ
آیا جس کے معنی ہیں چند لوگوں کی ایک جماعت خاص یعنی جب تک کہ
یہ چند لوگوں کی جماعت ظاہر ہو ان گنہگاروں اور کافروں کو مہلت ہے
چونکہ حضرت کی جماعت میں بنا بر مشہور روایت جو سنی و شیعہ کی متفق علیہ ہے
صرف تین سو مومنین ہوں گے لہذا امت معدودہ وہی ہوئی۔ جب ان
اصحاب خاص کی تعداد پوری ہو جائے گی تو اس وقت امام علیہ السلام
ظہور فرمائیں گے اور پھر دشمنان دین پر عذاب خدا بصورت سیف
(تلوار) نازل ہوگا۔

(۲)

وَقَضَيْنَا اِلٰى بَنِىٓ اِسْرَآئِيْلَ فِى الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِى الْاَرْضِ مَرَّتَيْنِ
وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيْرًا فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا
لَّنَآ اُولِىْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّيَارِ وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا
ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَاَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ
وَاَكْثَرَ نَفِيْرًا اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا
جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ لِيَسُوْٓءٗا وُجُوْهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا

پس تم زمین میں دو بار فساد برپا کرو گے اور وہ علو اور ترقی حاصل کرو گے
جو اس کا حق ہے پس جب ان دو وعدوں میں سے پہلے کا وقت آپہنچا
(یعنی پہلا فساد کر چکے) تو ہم نے تم پر اپنے خاص بڑے لڑنے والے بندے
بھیج دئے اور وہ ایک دفعہ تمام ممالک کے اندر گھس گئے (یعنی محمد اور متبعین
محمد) اور وہ وعدہ پورا ہو کر رہا پھر ہم نے دوبارہ تم کو ان لوگوں پر غلبہ دیا
اور مال و دولت و اولاد اور بے حساب فوجوں سے تمہاری مدد کی۔
پس اگر تم اچھے کام کرو گے تو ان کی بھلائی تمہارے ہی لئے ہے اور برائی
کرو گے تو اس کا بد اثر تمہارے ہی اوپر پڑے گا۔ پھر جب دوسرے
وعدہ کا وقت آئے گا تو پھر وہی لوگ تمہارا منہ بگاڑیں گے اور خانہ
خدا میں اس طرح داخل ہونگے جس طرح پہلی مرتبہ ہوئے تھے اور ایسا قتل کرینگے
جو قتل کرنے کا حق ہے) روایت میں وارد ہے اور خود آیت شاہد ہے کہ یہ
دوسرا وعدہ ان کے دوسرے فساد اور علو کبیر کے بعد زمانۂ قیام قایم آل محمد
میں پورا ہوگا اور جس طرح اول اول حضرت رسول خدا کے ساتھ حمایت
دین کے لئے تین سو تیرہ اصحاب جمع تھے۔ اسی طرح تین سو تیرہ اصحاب اول
اول حضرت امام آخر الزماں علیہ السلام سے بعیت کریں گے۔ اور دوسرا
وعدہ جس کا ذکر اس آیت میں ہے اسی وقت پورا ہوگا۔ (اس آیت کی
تنزیل تو بنی اسرائیل میں ہے لیکن تاویل بنی اُمیہ میں ہے)

(۳)

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ

خدا کی زمین پیدا ہوئی ہے مالک زمین ہمیشہ کافر ظالم اور جبار ہی رہے ہیں
نہ کہ خدا کے نیک بندے اور اگر ہوے ہیں تو شاذ و نادر مثلاً حضرت سلیمان
ذوالقرنین حضرت یوسف وغیرہ۔ ورنہ انبیا بے چارے تو ہمیشہ کافروں
اور ظالموں کے ہاتھ سے ظلم ہی اُٹھاتے رہے اور قتل ہوتے رہے خدا نے
جا بجا قرآن میں صالحین کا خطاب ان ہی کو دیا ہے وَكُلًّا جَعَلْنَا صَالِحِينَ
(ہم نے ان سب کو صالح بنایا ہے) پس ضرور ہے کہ خدا کے ان نیک بندوں
کے لئے وراثت زمین پانے کے لئے کوئی وقت مقرر ہو جیسا کہ آیت سے
واضح ہے کہ ضرور ایک دن ایسا آئے گا کہ وارث زمین بندگان صالحین
ہوں گے اور یہ زمانہ وہی ہے کہ کفر و شرک اور ظلم و جور دنیا سے اُٹھ جائیگا
اور جباروں کی سلطنت ختم ہو جائے گی۔ اور یہ اُسی امام عصر کے ہاتھ سے
ہوگا جسکی شان میں حضرت رسول خدا نے یہ فرمایا ہے کہ وہ زمین کو عدل
انصاف سے اسی طرح پُر کر دے گا جس طرح کہ وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی خدا
اپنے نیک بندوں کے اجر ضایع کیونکر کر سکتا ہے ضرور ایک وقت ایسا
آئے گا کہ وہ بھی تمام روئے زمیں کے مالک ہوں گے۔

(۴۱)

وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً
وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا مِنْهُمْ مَا
كَانُوا يَحْذَرُونَ (قصص)

(اور ہم چاہتے ہیں کہ ان لوگوں پر احسان کریں جو زمین میں ضعیف سمجھے گئے

اور ان کے لشکروں کو وہ دکھلائیں جس سے
وہ بچتے تھے) اس آیت سے بصراحت یہ معلوم ہوتا ہے کہ زمین کے وارث مظلوم ہوں گے اور وہ عام مومنین میں سے نہیں ہیں بلکہ وہی ہیں جو بادشاہ زمین ہونے کے ساتھ پیشوائے خلق اور امام انام بھی ہوں گے اور امامت مخصوص ہے ذریت ابراہیم اور عترت خاتم النبیین میں پس تاویل اس آیت کی بھی امام عصر علیہ السلام کے زمانہ ظہور میں صادق آئیگی۔

(۵)

وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِیِّهٖ سُلْطَانًا فَلَا یُسْرِفْ فِی الْقَتْلِ اِنَّهٗ کَانَ مَنْصُورًا (بنی اسرائیل)

(اور جو شخص ظلم سے شہید کر دیا گیا ہے تو ہم نے اسکے وارث کو پورا غلبہ دیدیا ہے پس وہ قتل کرانے میں اسراف نہ کرے گا کیونکہ نصرت خدا اس کے شامل حال ہو گی)

اس آیت سے ظاہر ہے کہ یہ عام مقتولوں کا حکم نہیں ہے کیونکہ اول تو خلاف مشاہدہ ہے کہ مقتول کے وارث کو قاتل کے وارث پر غلبہ ہو ہی جاتا ہو بہت سے خون ایسے ہیں جو بالکل رائگاں جاتے ہیں اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بجائے قاتل کے دوسرے بے گناہ قتل ہو جاتے ہیں اور قاتلوں پر کوئی غلبہ نہیں پاتا۔ دوسرے اس آیت میں حکم ہے کہ وہ وارث مقتول ایسا منصور ہو گا کہ جتنا چاہے وہ قتل کر دے اسراف نہ ہو گا اور عام حکم قصاص یہ ہے کہ ایک کے عوض ایک ہی قتل کیا جائے نہ کہ ہزاروں۔ پس معلوم ہوا کہ یہ کوئی مظلوم خاص ہے جس کے عوض ہزاروں قتل کئے جائینگے اور وہ مثل یحییٰ علیہ السلام صاحب

تیسرے ہر وہ شخص جو ناحق قتل کیا جائے ضرور مقتول مظلوم ہے تو چاہیے کہ
ہر ایک مقتول کے وارث کو قاتل پر قدرت حاصل ہو اور وہ بے اسراف
جتنے چاہے قتل کرے حالانکہ یہ حکم قصاص کے بالکل خلاف ہے پس معلوم ہوا
کہ یہ مظلوم کوئی نبی یا نفس نبی ہے جو جانِ عالم اور روح بنی آدم ہے اور ایسی
ذات ہے کہ اس کے قتل ہونے سے گویا لاکھوں مومنین ہلاک ہو جاتے
ہیں اور اس لئے کہ اس کے عوض ایک قاتل قتل نہ کیا جائے گا بلکہ ہزاروں
قتل ہوں گے جیسا کہ حضرت یحییٰ کے لئے ہوا کہ وہ نبی تھے۔ نبی اور وصی نبی کا
قصاص عام لوگوں کے قصاص کے خلاف ہے۔ روایات سے معلوم ہوتا
ہے کہ وہ مظلوم جناب سید الشہدا امام حسین علیہ السلام ہیں اور وہ امام
منصور جو اُن کے وارث بن کر دشمنانِ دین کو قتل کرینگے امام عصر علیہ السلام ہیں
ان کے علاوہ اور بھی بہت سی آیات امام عصر علیہ السلام کی شان میں ہیں
لیکن ہم نے بلحاظ اختصار صرف پانچ آیتیں ذکر کی ہیں۔

تمّت بالخیر

مؤلف ناچیز

سید ظفر حسن امروہوی

ہیڈ مولوی پارکر ہائی اسکول مرادآباد

ضمیمہ نمبر ۱

حضرات چہاردہ معصومین علیہم السلام کے حالات تحریر کرنے کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مبارک و مقدس خاندان کے دیگر حضرات کے مختصر حالات بھی درج کر دئے جائیں۔ ہم لوگوں میں بہت ہی کم افراد ایسے ہوں گے جو حضرت علی علیہ السلام کی اولاد اور اولاد الاولاد کے حالات سے واقفیت رکھتے ہوں۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ منبروں پر واعظوں اور ذاکروں کی زبان پر ان کا ذکر بہت ہی کم آتا ہے بلکہ بہت سوں کا ذکر تو کیا ہی نہیں جاتا اسی طرح کتابوں میں بھی ان کے حالات بہت ہی کم ملتے ہیں۔ غرضکہ اس خاندان کے چند مخصوص بزرگوں کے علاوہ بقیہ حضرات کے حالات پر کچھ ایسا پردہ پڑا ہوا ہے کہ ہم لوگ ان سے قطعاً ناواقف ہیں۔ حالات کا تو ذکر ہی کیا بہت سوں کے نام تک بھی ہمکو معلوم نہیں۔ نہ صرف لڑکوں اور لڑکیوں بلکہ عام مومنین کی واقفیت کی غرض سے ہم نے بڑی کد و کاوش سے ان حضرات کے کسی قدر حالات کو بہم پہنچایا ہے۔ ہمارے اس مقدس سلسلہ کی چودہ جلدوں میں اگرچہ اپنے اپنے مقام پر اکثر افراد خاندان کا ذکر آ گیا ہے لیکن اول تو وہ متفرق صورت میں ہے پھر سب کا تذکرہ نہیں لہٰذا ضرورت ہوئی کہ بصورت ضمیمہ ان کا ذکر ایک جگہ کر دیا جائے۔

خاندان علی بن ابی طالب علیہ السلام

۱۔ اولاد حضرت علی علیہ السلام

صاحبزادے

(۱) امام حسن علیہ السلام
(۲) امام حسین علیہ السلام
(۳) محسن (بطن مادر میں شہید ہوئے)
(۴) عباس اکبر (سقائے سکینہ کربلا میں شہید ہوئے)
(۵) عبد اللہ اصغر (کربلا میں شہید ہوئے)
(۶) عثمان اکبر (")
(۷) یحییٰ (بچپن میں وفات پائی)
(۸) محمد حنفیہ (۸۳ھ تک زندہ رہے)
(۹) محمد اصغر (یہ بھی شہید ہوئے)
(۱۰) جعفر (شہید ہوئے)
(۱۱) عبد اللہ اکبر (شہید)
(۱۲) محمد اوسط (کم سنی میں وفات پائی)
(۱۳) عثمان اصغر
(۱۴) جعفر اصغر
(۱۵) عباس اصغر
(۱۶) عمر
(۱۷) فضل

ان میں حضرت فاطمہ کے بطن سے صرف امام حسنؑ و امام حسینؑ تھے باقی اور ازواج اور کنیزوں سے تھے۔

صاحبزادیاں

(۱) زینب کبریٰ
(۲) زینب صغریٰ
(۳) ام کلثوم کبریٰ
(۵) ام الحسن
(۶) فاطمہ
(۷) ام ہانی

(۱۰) ام الکرام

(۱۱) ام سلمہ

(۱۲) میمونہ

(۱۳) رقیہ کبریٰ

(۱۴) زینب صغریٰ کنیت حضرت ام

(۱۵) رملہ کبریٰ

(۱۶) رملہ صغریٰ

(۱۷) جمانہ اُمّ جعفر

ان میں سے صرف حضرت زینب کبریٰ اور اُم کلثوم کبریٰ بطن جناب فاطمہ سے تھیں باقی اور ازواج سے۔

۲۔ اولاد امام حسن علیہ السّلام

(صاحبزادے)

(۱) حسین اثرم

(۲) عمر شہید کربلا

(۳) زید (یہ بہت کثیر النسل ہوے)

(۴) قاسم شہید کربلا

(۵) عبداللہ اکبر شہید کربلا

(۶) عبدالرحمٰن

(۷) طلحہ یہ جواد مشہور تھے

(۸) علی اکبر

(۹) علی اصغر

(۱۰) جعفر

(۱۱) محمد اصغر

(۱۲) محمد اکبر

(۱۳) حسن اصغر

(۱۴) ابو بکر شہید کربلا

(۱۵) عقیل

(۱۶) عبداللہ اصغر شہید کربلا

(۱۷) حسن مثنّیٰ شوہر فاطمہ بنت الحسین

(۱۸) احمد شہید کربلا

(۱۹) یعقوب

(۲۰) حمزہ

(۲۱) اسمٰعیل

صاحبزادیاں

(۱) ام عبداللہ
(۲) فاطمہ زوجہ امام زین العابدین علیہ السلام
(۳) ام سلمہ
(۴) اُمّ الحسن
(۵) ام الحسین
(۶) رقیہ
(۷) رملہ
(۸) سکینہ
(۹) فاطمہ
(۱۰) ام الخیر

۳۔ اولاد امام حسین علیہ السّلام

صاحبزادے

(۱) جعفر (کم سنی میں فوت ہوئے)
(۲) عبداللہ الرضیع المعروف بہ علی اصغر شہید
(۳) علی اوسط المعروف بہ علی اکبر شہید
(۴) علی اکبر امام زین العابدین
(۵) محمد (کمسن فوت ہوئے)

صاحبزادیاں

(۱) فاطمہ
(۲) زینب
(۳) سکینہ (زندان شام میں انتقال فرمایا)
(۴) عاتکہ یا رقیہ (منتخب طریحی میں ہے کہ ان صاحبزادی نے زندان شام میں وفات پائی تھی)

۴۔ اولاد امام زین العابدین علیہ السلام

صاحبزادے

(۴) عبداللہ الباہر
(۵) علی افطس
(۶) عبدالرحمٰن
(۷) سلیمان
(۹) حسن مثنیٰ
(۱۰) زید (شہید)
(۱۱) عبید اللہ
(۱۲) قاسم

صاحبزادیاں

(۱) خدیجہ
(۲) علیہ
(۳) فاطمہ
(۴) ام کلثوم
(۵) ام الحسن
(۶) ملیکہ
(۷) ام النبین
(۸) امام محمد باقر علیہ السلام

۵۔ اولاد امام محمد باقر علیہ السلام

صاحبزادے

(۱) عبید اللہ
(۲) ابراہیم
(۳) عبداللہ
(۴) علی
(۵) امام جعفر صادق علیہ السلام

صاحبزادیاں

(۱) ام سلمہ
(۲) زینب

۶۔ اولاد امام جعفر صادق علیہ السلام

صاحبزادے

(۴) اسمٰعیل　　(۷) عباس۔

(۵) اسحاق　　(۸) علی

صاحبزادیاں

(۱) فاطمہ　　(۲) اسماء　　(۳) اُمّ فروہ

۷۔ اولاد امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

(۱) سلیمان　　(۹) حمزہ　　(۱۷) عباس

(۲) زید النار　　(۱۰) محمد　　(۱۸) عقیل

(۳) عبید اللہ　　(۱۱) جعفر　　(۱۹) یحییٰ

(۴) فضل　　(۱۲) ہارون　　(۲۰) حسین

(۵) حسن اصغر　　(۱۳) احمد شاہ چراغ شیراز میں مدفون ہیں۔　　(۲۱) عمر

(۶) حسن اکبر　　(۱۴) ابراہیم　　(۲۲) جعفر اصغر

(۷) اسحاق　　(۱۵) قاسم　　(۲۳) عبد الرحمٰن

(۸) عبد اللہ　　(۱۶) اسمٰعیل　　(۲۴) امام علی رضا علیہ السلام

صاحبزادیاں

(۱) حکیمہ　　(۶) عائشہ　　(۱۱) لبابہ

(۲) ام کلثوم　　(۷) زینب　　(۱۲) علیہ

(۳) میمونہ　　(۸) حسنہ　　(۱۳) رقیہ صغریٰ

(۴) ام سلمہ　　(۹) آمنہ　　(۱۴) فاطمہ صغریٰ

(۱۶) زینب صغریٰ
(۱۷) ام عبداللہ
(۱۸) محمودہ
(۱۹) خدیجہ
(۲۰) رقیہ کبریٰ
(۲۱) ام جعفر
(۲۲) ام وجیہ
(۲۳) امامہ
(۲۴) اسماء صغیرہ
(۲۵) ام فروہ
(۲۶) ام القاسم
اسماء کبریٰ

۸-اولاد امام علی رضا علیہ السلام

صاحبزادے

(۱) امام محمد تقی علیہ السلام
(۲) قانع
(۳) ابو محمد حسن
(۴) فضل
(۵) جعفر
(۶) حسین
(۷) ابو عبید حسین
(۸) ابراہیم
(۹) یعقوب
(۱۰) ہادی

صاحبزادیاں

(۱) عائشہ

۹-اولاد امام محمد تقی علیہ السلام

(۱) امام علی نقی علیہ السلام
(۲) موسیٰ مرقع
(۳) حسین
(۴) علی
(۵) محمد

صاحبزادیاں

(۱) فاطمہ
(۲) ام کلثوم
(۳) حکیمہ
(۴) خدیجہ
(۵) امامہ
(۶) بریہہ

۱۰-اولاد امام علی نقی علیہ السلام

صاحبزادے

(۱) علیہ

۱۱۔ اولاد امام حسن عسکری علیہ السلام

(۱) امام عصر مہدی آخر الزماں علیہ السلام

۱۲۔ اولاد محمد حنفیہ

(۱) علی (۲) حمزہ (۳) حسن (۴) محمد

۱۳۔ اولاد حضرت عباس

(۱) فضل (۲) عبید اللہ

۱۴۔ اولاد حسن مثنیٰ

(۱) عبد اللہ محض (۲) عمر (۳) حسن

۱۵۔ اولاد عبد اللہ محض

(۱) محمد نفس زکیہ (۲) ابراہیم (۳) موسیٰ

۱۶۔ اولاد حسن بن مثنیٰ

(۱) علی عابد ان کے ایک فرزند ہوے حسین۔

۱۷۔ اولاد زید شہید

(۱) یحییٰ (۲) حسین

۱۸۔ اولاد حسن بن محمد حنفیہ

(۱) حمزہ۔ ان کے فرزند علی ان کے بیٹے محمد

۱۹۔ اولاد محمد اصغر یا المدنی الاصغر

بن علی بن ابی طالب

۲۰۔ اولاد حسن المثنیٰ بن علی علیہ السلام

(۱) زید

حالات امام زادگان

۱۔ محمد حنفیہ بن علی علیہ السلام

آپ کا نام محمد اور کنیت ابن حنفیہ ہے۔ امیر المومنین علی علیہ السلام کی اولاد میں آپ بہت زیادہ مشہور ہیں حسنین علیہما السلام کے بعد اپنے تمام بھائیوں میں یہ سب سے زیادہ عالم۔ سب سے زیادہ عابد اور سب سے زیادہ شجاع تھے۔ فرقہ کیسانیہ ان کو مہدی موعود سمجھتا ہے اور امام حسین علیہ السلام کے بعد امامت کو انھیں کا حق جانتا ہے۔ اس کا اعتقاد یہ بھی ہے کہ وہ مرے نہیں بلکہ رضوی نام پہاڑ میں پوشیدہ ہیں۔

محمد ابن حنفیہ کی مادر گرامی خولہ بنت جعفر بن قیس بن مسلم بن ثعلبہ بن یربوع بن ثعلبہ بن الدول بن حنفیہ تھیں۔ اپنے ننہال سے منسوب ہو کر یہ ابن حنفیہ کہلائے۔ ان کی دو کنیتیں اور بھی ہیں یعنی ابو القاسم اور ابو عبد اللہ ان کی ولادت بعض کے نزدیک سنہ ۲۱ھ اور بعض کے نزدیک سنہ ۲۳ھ میں مدینہ منورہ میں ہوئی اور سنہ ۸۳ھ میں وفات پائی۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت رسول خدا نے امیر المومنین علیہ السلام

نیز امام اور ان کی ہیبت [illegible] رکھتا۔

ابو اسحاق شیرازی نے طبقات الفقہاء میں لکھا ہے کہ محمد حنفیہ بڑے عبادت گزار اور بہت بڑے فقیہ تھے ۔ خدا نے ان کے بدن میں ایک خاص قسم کا زور عطا فرمایا تھا چنانچہ مُبرد نے اپنی کتاب کامل میں لکھا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کے پاس ایک زرہ تھی جو ضرورت سے زیادہ لمبی تھی آپ اسکو کم کرنا چاہتے تھے ۔ محمد حنفیہ نے اس کو اپنے ہاتھ میں لے لیا اور پوچھا کہ اس کو کتنا کم ہونا چاہیئے حضرت علی نے اس مقام پر ایک خط دے دیا ۔ محمد نے اس کو اپنے ہاتھوں میں دبا کر اس زور سے کھینچا کہ اس مقام کے تمام حلقے چٹ چٹ ٹوٹ گئے حضرت علی علیہ السلام نے یہ زور دیکھ کر اپنے بیٹے کو چھاتی سے لگا لیا اور دیر تک پیار کرتے رہے لیکن افسوس ہے کہ اس واقعہ کے بعد سے پھر وہ تلوار ہاتھ میں پکڑنے کے قابل نہ رہے ۔ یہ واقعہ شہادت امیر المومنین علیہ السلام سے چند روز پہلے کا ہے ۔

ایک بار بادشاہ روم نے معاویہ کو لکھا کہ تم سے پہلے بادشاہ ہمارے بادشاہوں سے خط و کتابت رکھا کرتے تھے اور کچھ دلچسپی کے امور قائم کرتے تھے ۔ اگر اجازت ہو تو یہاں سے دو شہ زور تمہارے ملک کے طاقتوروں سے مقابلہ کے لئے بھیجے جائیں ۔ معاویہ نے اجازت دے دی چنانچہ روم سے دو شخص آئے ایک بہت لمبا اور جسیم تھا اور دوسرا بہت قوی بازو معاویہ نے اپنے وزیر عمرو عاص سے کہا کہ ہمارے پاس ایک مقابلہ کرنیوالا تو موجود ہے ۔ اس نے پوچھا کون ۔ کہا قیس بن عبادہ لیکن دوسرا کون

مدینہ سے بلائے۔ چنانچہ معاویہ کو یہ رائے پسند آئی اور حضرت محمد حنفیہ کو
بلالیا مقابلہ کے لئے ایک دن مقرر ہوا۔ سب سے پہلے معاویہ نے قیس کو
مقابلہ کا حکم دیا لیکن رومی پہلوان نے بات کہتے اُسے زمین پر پٹخ دیا۔
معاویہ یہ حال دیکھ کر کھسیانا سا ہو گیا اب اُس نے محمد حنفیہ سے کہا کہ دوسرے
پہلوان کے مقابلہ کو آپ جائیے۔ جب یہ دنگل میں آئے تو پہلوان رومی
سے پوچھا تو کیا چاہتا ہے۔ اس نے کہا میں زمین پر بیٹھا جاتا ہوں۔ اگر آپ
میں طاقت ہو تو مجھے اُٹھا کھڑا کیجئے۔ محمد نے مسکرا کر فرمایا یہ کون بڑی بات
ہے۔ غرض کہ وہ رومی پہلوان بڑی شان کے ساتھ بیٹھ گیا محمد آگے
بڑھے اور اس کے دونوں بازو پکڑ کر اپنے سر سے اونچا بلند کر دیا اور فرمایا
کیا رائے ہے زمین پر پٹک کر ہڈیاں چور چور کر دوں یا یوں ہی آہستہ سے
زمین پر رکھ دوں۔ اس نے کہا اے شخص تو نے تو اپنا زور دکھا دیا لیکن
مجھے تو ابھی دکھانا باقی ہے۔ یہ سنتے ہی آپ نے اُسے زمین پر رکھ دیا اور
پوچھا کیا چاہتا ہے۔ اُس نے کہا اب آپ بیٹھ جائیے میں اُٹھاتا ہوں۔
آپ بیٹھ گئے۔ اس نے لاکھ لاکھ زور مارا مگر محمد حنفیہ ایک انچ بھی زمین
سے بلند نہ ہوئے۔ یہ حال دیکھ کر وہ رومی پہلوان اور تمام تماشائی سکتہ
میں آگئے۔ لکھا ہے کہ اس دن کے بعد سے پھر کبھی رومی پہلوانوں نے شام
میں آنے کی جرأت نہ کی۔

محمد حنفیہ کی خدا داد طاقت کا بہترین مظاہرہ جنگ جمل میں ہوا۔ لکھا
ہے کہ حضرت علی نے اپنی فوج کا نشان محمد حنفیہ کو دے کر فرمایا۔

عاریتاً دے دینا۔ زمین میں میخوں کی طرح قدم گاڑ دینا اور اس قوم
کی آخری صف تک پہنچنے کا ارادہ رکھنا۔ نظر کو برابر وہیں جمائے رہنا
کہ نصرت خدا ہی کی طرف سے ہوتی ہے۔

اسکے بعد محمد سے فرمایا۔ ہاں بیٹا اب حملہ کے لئے آہستہ آہستہ بڑھو۔
اس وقت فوج شام بکثرت تیر برسا رہی تھی۔ محمد کو آگے بڑھنے میں ذرا
تامل ہوا تھا کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے بڑھکر فرمایا۔ بیٹا یہ سستی کیسی
ہے۔ حملہ کرو اور صفوں کو الٹ دو۔ اُنھوں نے کہا اس کا منتظر ہوں کہ
تیروں کی بارش ذرا کم ہو جائے۔ یہ سنتے ہی حضرت کو غصہ آگیا اور محمد کے
سینہ پر ہاتھ مار کر غضبناک لہجہ میں فرمایا "یہ تمہاری ماں کا اثر ہے اولاد
ابوطالب کی نشانی تمہاری پیشانی سے ظاہر نہیں ہوتی"۔

یہ کہہ کر علم کو محمد کے ہاتھ سے لے لیا اور شیر غضبناک کی طرح فوج
شام پر جا پڑے پہلے ہی حملہ میں تمام صفیں الٹ دیں۔ آنکھوں کو تاب
نہ تھی کہ اس وقت ذوالفقار کی کاٹ دیکھ سکیں۔ دائیں بائیں کشتوں کے
ڈھیر لگتے چلے جاتے تھے۔ اتنے لڑے کہ تلوار ٹیڑھی ہوگئی۔ وہاں سے
پلٹے تو محمد حنفیہ سے فرمایا دیکھ اولاد ابوطالب اس طرح لڑا کرتی ہے۔ محمد
نے علم کو لے لیا اور لڑنے کے لئے چلے کسی نے کہا اے محمد یہ کیا بات ہے
کہ علی حسن و حسین کو تو لڑنے کے لئے نہیں بھیجتے اور تمھیں آگے بڑھا رہے ہیں
ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اولاد فاطمہ ان کو بہ نسبت تمہارے زیادہ عزیز ہے سنتے ہی
محمد کو غصہ آگیا فرمایا اے شخص خاموش ہو جا تو اصول فطرت سے بے خبر معلوم
ہوتا ہے۔ آگاہ ہو کہ حسن و حسین علی کی ...

غرض اس کے بعد محمد دشمن کی صفوں میں در آئے اور وہ شدید جنگ کی کہ فوج شام کے حواس کھو دئے۔ جس طرف کو گھوڑا بڑھاتے تھے لاشوں کا انبار لگ جاتا تھا۔ جب یہ شجاعانہ جنگ کرنے کے بعد باپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت علی علیہ السلام نے ان کو چھاتی سے لگا لیا اور فرمایا شاباش خوب جنگ کی خدا تجھ کو جزائے خیر دے۔

محمد حنفیہ جنگ صفین میں بھی موجود تھے۔ جب معاویہ کی فوج نے دریائے فرات پر قبضہ کر لیا اور امیر المومنین کی فوج پیاس کی شدت سے ہلاک ہونے لگی تو مالک اشتر نے حضرت کی خدمت میں عرض کی اب ہم کو بھی اجازت کارزار عطا فرمائیے تاکہ ان بے دینوں کو اس سنگ دلی کا مزہ چکھا دیں۔ حضرت نے اجازت دی تو ابراہیم مالک اشتر ایک جرار لشکر کو اپنے ساتھ لیکر جنگ کے لئے بڑھے محمد حنفیہ ساتھ ساتھ تھے۔ جب دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے تو ابراہیم نے محمد سے کہا تم دونوں لشکروں کے درمیان کھڑے ہو کر اپنے پدر بزرگوار کے کچھ فضائل بیان کر دو تاکہ یہ جاہل گروہ ان کے حالات سے کچھ آگاہ ہو۔ چنانچہ محمد نے ایک نہایت پر زور خطبہ دونوں لشکروں کے درمیان بیان کیا۔ لیکن اس عاقبت برباد گروہ پر کچھ بھی اثر نہ ہوا خطبہ کے جواب میں تیر برسانے شروع کئے۔ یہ حال دیکھ کر محمد حنفیہ کو تاب ضبط نہ رہی وہ اور ابراہیم دونوں تلواروں کو سونت کر مع اپنے لشکر کے اس قوم جفا کار پر حملہ آور ہوئے اور دم کے دم میں سیکڑوں کا خون بہا کر گھاٹ پر اپنا قبضہ کر لیا۔

کتاب روضۃ الاحباب میں لکھا ہے کہ جنگ صفین میں معاویہ کی فوج میں

میں آتا تھا تو کسی کو اس سے مقابلہ کی تاب نہ ہوتی تھی صفین کے میدان میں
آکر اس نے امیر المومنین علیہ السلام کی فوج کے بہت سے سپاہیوں کو قتل کیا۔
یہ حال دیکھ کر حضرت علی علیہ السلام خود اس کے مقابلہ کے لئے تشریف لائے
پہلے تو اس کو نصیحت فرمائی عذاب خدا سے ڈرایا لیکن اس بدبخت پر کوئی
اثر نہ ہوا کہنے لگا اے علی میرے ہاتھ میں وہ تلوار ہے جس نے عرب کے
بڑے بڑے سرکشوں کے سر اڑا کر خاک پر گرا دئے ہیں۔ یہ کہکر اس نے
حضرت پر حملہ کیا اب کیا تھا شیر خدا کو جلال آگیا فوراً ذوالفقار سے
اس کا سر قلم کر دیا۔ تمام لشکر میں واہ وا کا شور مچ گیا۔ اس کو قتل کرنے
کے بعد آپ واپس تشریف لے آئے اور حضرت محمد حنفیہ سے فرمایا اب تم
جا کر لڑو۔ کریب کے خون کے دعویدار میدان میں آنے والے ہیں۔
یہ سنتے ہی محمد گھوڑے پر سوار ہو کر میدان میں آئے۔ فوج شام سے کریب
کے چچا زاد بھائی اس کے خون کا بدلہ لینے کے لئے بڑھے اور محمد حنفیہ
سے جنگ شروع ہوئی۔ پہلے ان میں سے ایک جو سب سے زیادہ طاقتور
تھا آگے بڑھا۔ محمد نے اسے زین سے اٹھا کر اس زور سے زمین پر ٹپکا کہ
ہڈیاں چور چور ہو گئیں اس کے بعد آٹھ آدمی اور مقابل ہوئے محمد نے ان کو
بھی دم کے دم میں فی النار والسقر کیا۔ جب فتحمند ہو کر باپ کی خدمت میں
آئے تو حضرت علی نے چھاتی سے لگا کر فرمایا انت ابنی حقاً (بیشک تو میرا
بیٹا ہے) ایک شخص نے عرض کی یا علی کیا حسن و حسین آپ کے فرزند نہیں
فرمایا وہ رسول خدا کے فرزند ہیں۔

ان کے حواس باختہ ہو گئے۔ سامنے سے بھاگ کھڑے ہوئے محمدؐ نے ان کا تعاقب کیا اور جب تک ان میں سے ایک ایک کو چن چن کر ہلاک نہ کر دیا ان کا پیچھا نہ چھوڑا۔

روضۃ الاحباب میں لکھا ہے کہ محمد حنفیہ علم اصول و فقہ کے بہت بڑے عالم تھے اور کیوں کر نہ ہوتے انھوں نے حضرت علی علیہ السلام سے تعلیم پائی تھی محمد حنفیہ کے بیٹے ابو ہاشم جنھوں نے علم اصول حضرت محمد حنفیہ سے حاصل کیا تھا اپنے زمانہ کے اتنے بڑے عالم ہوئے کہ فرقہ معتزلہ کا قابل فخر عالم واصل بن عطا ان کا شاگرد رہا۔ لیکن یہ اس کی بدبختی تھی کہ بعد کو سیدھے راستہ سے ہٹ کر معتزلی بن گیا۔

لکھا ہے کہ جب امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی موت کا وقت قریب آیا تو آپ نے اپنی تمام اولاد کو جمع کیا۔ امام حسن اور امام حسین سے وصیت فرمائی کہ محمد حنفیہ تمھارے بھائی ہیں ان کی محبت و مراعات میں دریغ نہ کرنا۔ مجھے اپنے اس فرزند سے محبت ہے۔ پھر محمد حنفیہ سے فرمایا بیٹا حسن و حسین فرزندان رسول ہیں ان کو ہر طرح تم پر شرف حاصل ہے تمھاری ماں سے ان کی ماں کا مرتبہ ہزار دل درجہ زیادہ ہے ان کی عزت و احترام میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرنا اور کبھی ان کے حکم کے خلاف کوئی عمل نہ کرنا۔ محمد نے اپنے پدر بزرگوار کی وصیت کو عمر بھر یاد رکھا۔ وہ اپنے ان بھائیوں کی بڑی تعظیم کرتے تھے۔ جب ان کی خدمت میں حاضر ہوتے تو سر جھکا کر بیٹھ جاتے۔ جب یہ دونوں بھائی ملنے آتے تو

آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے فرزند رسول آپ
اس طرف تشریف نہ لے جایئے۔ مجھے اہل کوفہ کی وفاداری پر بھروسہ
نہیں۔ بنی اُمیہ بڑے غدار ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کی ہلاکت کا باعث
ہوجائیں۔ اگر آپ کا ارادہ مدینہ سے باہر ہی جانے کا ہے تو یمن کی طرف
تشریف لے جائیے یا کچھ عرصہ تک پہاڑوں اور جنگلوں میں رہئے جب
حالات ہمارے موافق ہوجائیں تو پھر تشریف لے آیئے۔ امام حسین علیہ السلام
نے فرمایا اے برادر میں تمھاری اس ہمدردی کا تہ دل سے شکر گذار ہوں
لیکن جو کچھ میں جانتا ہوں تم اس کو نہیں جانتے۔ بالفرض اگر میں سوراخ مور
مار میں بھی چلا جاؤں گا تب بھی بنی اُمیہ میرا پیچھا نہ چھوڑیں گے اور بغیر مجھ کو
قتل کئے نہ رہیں گے۔ جب محمد حنفیہ کو معلوم ہوا کہ امام حسین علیہ السلام رک
نہیں سکتے تو بھائی کے گلے میں باہیں ڈال کر بڑی دیر تک روتے رہے
حضرت نے ان کو تسلی اور دلاسہ دے کر رخصت کیا۔

محمد حنفیہ ضرور امام حسین علیہ السلام کے ساتھ عراق کا سفر کرتے لیکن
دو وجہوں سے وہ نہ جا سکے اول یہ کہ تقریباً چھ ماہ سے وہ تپ میں علیل تھے
سفر کرنے کے قابل نہ تھے۔ دوسرے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں ایک
لوہے کی زرہ کو ہاتھوں سے توڑ دینے کی بنا پر ان کے ہاتھوں میں ایسا
رعشہ پیدا ہو گیا تھا کہ وہ تلوار کا قبضہ ہاتھ میں پکڑ ہی نہ سکتے تھے ورنہ
ناممکن تھا کہ وہ کربلا کے معرکہ میں شریک نہ ہوتے۔

جب اہلبیت قید شام سے رہا ہو کر مدینہ میں پہنچے تو محمد حنفیہ اس وقت

الحسین بکربلا کی آواز بلند کی تو تمام شہر میں ایک کہرام بپا ہو گیا بشیر ندا کرتے تھے جب محلہ بنی ہاشم میں پہنچے اور یہی ندا کی تو ایک لڑکی ایک دروازہ سے نکلی اور کہنے لگی اے بشیر یہ کون حسین ہیں جن کی تو سنانی لایا ہے اُس نے کہا حسین بن علی۔ یہ سنتے ہی وہ لڑکی دھاڑیں مار مار کر رونے لگی اور وہاں سے گھبراتی ہوئی محمد حنفیہ کے مکان میں آئی وہ اس وقت سو رہے تھے شانہ ہلا کر کہنے لگی اے چچا کیا سو رہے ہو فرزند رسول کربلا میں قتل کر دئے گئے۔ ہمارا کنبہ واپس آیا ہے۔ یہ سنتے ہی محمد حنفیہ متیانہ گھر سے نکلے۔ اس خبر کی تحقیق کی پھر بیرون مدینہ جانے کا ارادہ کیا تاکہ کنبہ سے ملیں۔ لکھا ہے کہ جب شہر سے باہر پہنچکر محمد نے کالے کالے نشان لہراتے دیکھے تو ایک آہ کا نعرہ مارا اور غش کھا کر گر پڑے۔ جب ہوش آیا ڈگمگاتے لڑکھڑاتے وہاں پہنچے جہاں حسین کے سوگوار سیاہ لباس پہنے خاک پر بیٹھے رو رہے تھے۔ محمد کے آنے کی خبر سنتے ہی بی بیوں میں ایک کہرام بپا ہو گیا۔ بھائیوں کی ترسی ہوئی بہنیں محمد سے مل کر زار زار رونے لگیں محمد ایک ایک کی صورت کو حیرت سے دیکھتے تھے۔ کبھی بہنوں کو چھاتی سے لگاتے تھے کبھی بیمار بھتیجے کو کبھی یتیم بھتیجیوں کو جس کے متعلق پوچھتے تھے معلوم ہوتا تھا قتل کر دیا گیا۔ محمد بار بار غش ہو ہو جاتے تھے۔ غرض کہ دیر تک یہی کہرام بپا رہا آخر محمد حنفیہ ان سب کو لے کر مدینہ میں داخل ہوئے۔

امام زین العابدین علیہ السلام سے امر امامت میں محمد کا نزاع حجر اسود کا فیصلہ عبد اللہ بن زبیر کا محمد حنفیہ سے طالب بیعت ہونا محمد کا انکار کرنا۔

کی چھٹی جلد یعنی سوانح امام زین العابدین میں درج کر دئے ہیں ناظرین کو چاہیے کہ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں۔

مورخین نے محمد حنفیہ کا سنہ پیدائش ۲۳ھ لکھا ہے بعض ۲۱ھ اور بعض نے ۲۲ھ لکھے ہیں اور یہی آخری روایت زیادہ معتبر ہے جنگ جمل میں جو ۳۶ھ میں ہوئی تھی محمد کی عمر ۱۴-۱۵ سال کی تھی صفین میں سولہ سال کی نہروان میں سترہ سال کی۔ اپنے پدر بزرگوار کی وفات کے وقت ۱۹ سال کی۔ امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے وقت ۴۰ سال آپ نے ساٹھ سال کی عمر میں اس دہر ناپایدار سے رحلت فرمائی آپ کے حسب ذیل چار لڑکے تھے۔

۱۔ **عبداللہ**۔ بہت ثقہ لوگوں میں شمار ہوتے ہیں۔ اکثر احادیث بھی آپ سے منقول ہیں ۹۸ھ میں آپ کی وفات شام میں ہوئی۔

روضۃ الاحباب میں ہے کہ آپ نے اپنے والد سے علم حاصل کیا تھا آپ کی کنیت **ابوہاشم** تھی۔ فرقہ معتزلہ کا سردار واصل بن عطا آپ کا شاگرد تھا۔ لیکن تحصیل علم کے بعد راہ حق سے ہٹ گیا۔

۲۔ **ابراہیم**۔ آپ سے بھی اکثر احادیث منقول ہیں۔

۳۔ **عمر**۔ آپ بھی بڑے کامل الایمان، عبادت گذار اور صداقت شعار تھے بعض حدیثیں آپ سے بھی منقول ہیں۔

۴۔ **حسن**۔ حدیث کے معتبر راویوں میں آپ کا شمار ہے۔ بخاری اور مسلم نے آپ سے احادیث کو نقل کیا ہے ۹۹ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔ علم فقہ

۲- حسن بن حسن بن علی

یہ امام زادے حسن مثنیٰ کے نام سے مشہور ہیں امام حسن علیہ السلام کے بڑے صاحبزادے ہیں۔ ان کی کنیت ابو محمد ہے نہایت حسین وجمیل اور جلیل الشان تھے بڑے متقی وپرہیزگار تھے۔ ان کی شادی امام حسین علیہ السلام کی صاحبزادی فاطمہ سے ہوئی تھی۔ ان معظمہ کے بطن سے تین لڑکے پیدا ہوئے عبداللہ محض۔ ابراہیم عمر۔ حسن مثلث۔ ان تینوں بزرگوں کو اس بات پر فخر تھا کہ ہماری ننھیال حسینی ہے اور ددھیال حسنی ہے۔ جناب حسن مثنیٰ کی وفات ۹۷ھ میں واقع ہوئی پچاس سال سے کچھ زیادہ عمر پائی۔ یہ بھی راویان حدیث میں سے ہیں۔ لکھا ہے کہ جناب حسن مثنیٰ کے انتقال کے بعد ان کی زوجہ محترمہ جناب فاطمہ بنت الحسین نے گھر میں رہنا ہی چھوڑ دیا تھا۔ ان کی قبر پر ایک خیمہ نصب کر کے بیٹھ گئیں تھیں۔ ایک سال تک اسی حالت میں رہیں شب وروز سوائے گریہ وزاری کوئی اور کام ہی نہ تھا آخر اسی عالم میں انتقال فرمایا۔ ان کے بیٹوں کے حالات حسب ذیل ہیں۔

۱۔ **عبداللہ محض**۔ ان کی کنیت ابو داؤد تھی ۱۴۵ھ میں ۷۵ سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔ روضۃ الشہدا میں ہے کہ عبداللہ محض شیخ بنی ہاشم تھے اور ان کو محض اس لئے کہتے تھے کہ یہ خلاصہ تھے۔ دو خاندان کے یعنی باپ ان کے حسنی تھے اور ماں ان کی حسینی تھیں۔ یہ صورت میں حضرت رسول خدا سے بہت زیادہ مشابہ تھے۔ ایک بار لوگوں نے ان سے پوچھا

ان کے دونوں فرزندوں محمد نفس زکیہ اور ابراہیم کے تفصیلی حالات ہم اس سلسلہ کی آٹھویں کتاب یعنی سوانح امام جعفر صادق علیہ السلام میں میں لکھ چکے ہیں یہاں بلحاظ اختصار محض چند باتیں ذکر کرتے ہیں۔

(۱) محمد نفس زکیہ۔ یہ ۱۰۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۴۵ ہجری میں بعمر ۴۵ سال وفات پائی۔ انھوں نے منصور دوانقی پر خروج کر کے مدینہ پر اپنا قبضہ کر لیا تھا مگر چند ہی روز حکومت رہی آخر منصور کی فوج نے قتل کر ڈالا عبداللہ محض اس وقت منصور کی قید میں کوفہ میں تھے۔ جب محمد نفس زکیہ کا سر حاکم مدینہ نے منصور کے پاس بھیجا تو اس ظالم نے ایک خوان میں رکھکر بطور تحفہ بوڑھے باپ کے پاس قید خانہ میں بھیجدیا۔ عبداللہ محض نے اپنے جوان بیٹے کا سر دیکھتے ہی ایک آہ کا نعرہ مارا اور دنیا سے رخصت ہو گئے۔

روضۃ الشہدا میں ہے کہ جب محمد نفس زکیہ نے خروج کیا تو امام مالک اس وقت مدینہ میں موجود تھے وہ فتویٰ دیتے تھے اور لوگوں کو ابھار رہے تھے کہ محمد کے ساتھ خروج میں شریک ہو۔ چنانچہ بہت سے لوگ ان کے ساتھ ہو گئے۔ ان کو نفس زکیہ اسوجہ سے کہتے تھے کہ یہ مقام احجار الزیت میں قتل کئے گئے تھے اور ایک حدیث میں یہ مضمون پایا جاتا ہے کہ حضرت رسول خدا نے فرمایا "میری اولاد میں سے نفس زکیہ احجار الزیت میں قتل کیا جائے گا۔

(۲) ابراہیم ۔ ان کی طاقت کا یہ حال تھا کہ بھاگتے ہوئے اونٹ کی دُم پکڑ لیتے تھے تو وہ جگہ سے ہل نہیں سکتا تھا اور اگر زور کرتا تھا تو اس کی

سے شکست دی انھوں نے بصرہ میں خروج کیا اور بہت سے بڑے بڑے

لوگوں نے ان سے بعیت کر لی تھی مثلاً امام اعمش۔ عباد بن منصور۔ امام ابو

حنیفہ کوفی۔ امام ابوحنیفہ لوگوں کو ان کی نصرت کے لئے فتویٰ دیتے

انھوں نے اپنے بیٹے حماد کو چہار درم کے ساتھ ابراہیم کے پاس بھیجا تھا

اور ایک خط میں لکھ دیا تھا کہ اگر لوگوں کی امانتیں میرے پاس نہ ہوتیں تو

تو میں بھی آپ کے ساتھ ہوتا۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد منصور دوانقی نے

اپنی حکمت عملی سے امام صاحب کو اپنی طرف کر لیا اور نفس زکیہ اور ابراہیم

کے خلاف ان سے فتویٰ لے کر شایع کر دیا۔ آخر نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ ان دونوں

بھائیوں سے برگشتہ ہو گئے اور پھر منصور کی فوج نے ابراہیم کو شکست

دے کر قتل کر دیا۔

جذب القلوب میں ہے کہ محمد نفس زکیہ کی قبر مالک بن سنان کی قبر

کے پاس میدان احد میں ہے۔ مالک شہدائے بدر میں سے ہیں اس پر

ایک بہت بڑی عمارت بنی ہوئی ہے اور ایک عظیم الشان مسجد بھی

ہے سبط بن جوزی نے ریاض الافہام میں لکھا ہے کہ حضرت علی کی

ذوالفقار محمد نفس زکیہ کے پاس تھی عیسیٰ بن موسیٰ حاکم مدینہ نے ان کے قتل

ہو جانے کے بعد اس کو منصور کے پاس بھیج دیا۔ اس کے بعد وہ ہارون رشید

کے پاس رہی سید اصمعی کہتا ہے کہ میں نے اس کو دیکھا تھا اس کی پشت پر

اٹھارہ فقرے تھے۔

۲۔ حسن مثلث۔ روضۃ الشہدا میں ہے کہ حسن مثلث اپنے زمانہ کے

ذی اقتدار لوگوں میں سے تھے۔ ان کے بیٹے ابوالحسین علی عابد تھے

۱۴۵ھ

۳۔ موسیٰ بن عبداللہ محض بن حسن مثنیٰ بن حسن بن علیؑ چونکہ ان کا رنگ سیاہی مائل تھا اس لئے ان کی والدہ نے ان کو جون کا لقب دیا تھا ان کی کینت ابوالحسن تھی ایک بار زبیر نے ہارون رشید سے ان کی چغلی کھائی۔ اُنھوں نے ہارون سے کہا کہ یہ شخص قسم کھا کر اس بات کو کہہ دے اور قسم کے الفاظ میں[1] بتاتا ہوں۔ چنانچہ اُنھوں نے کہا اس طرح قسم کھا۔ اس نے اُسی طرح قسم کھالی۔ موسیٰ نے کہا اے بادشاہ میں تجھے یقین دلاتا ہوں کہ اگر یہ جھوٹا ہے تو تین روز کے اندر کسی حادثہ میں مبتلا ہو جائے گا۔ کیونکہ میں نے اپنے جد حضرت علی اور اُنھوں نے حضرت رسول خدا سے اس قسم کے کھانے والے کے متعلق ایسا ہی سنا ہے۔ اگر یہ نہ مرے تو میرا خون تجھ پر حلال ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ تین روز نہ گذرے تھے کہ زبیر مرض جذام میں مبتلا ہو گیا اور اعضا اسکے ورم کر کے مشک کی طرح پھول گئے آخر تھوڑے ہی عرصہ میں وہ مر گیا۔ جب اُسے دفن کیا تو اُس کی قبر بیٹھ گئی اور نہایت سخت بدبو وہاں سے آنے لگی۔ جب ہارون کو اس کا پتہ چلا تو اُس نے موسیٰ کی طرف سے اپنی بدگمانی کو دور کیا اور دو ہزار دینار ان کو بطور تحفہ دئے۔

۴۔ حسین بن علی عابد بن الحسن المثلث بن الحسن المثنیٰ بن الحسین بن علی

ان کا لقب شہید اور صاحب فخ ہے حسن مثلث کی اولاد سے ہیں اپنے

---

[1] برئت من حول اللہ وقوۃ والتجاۃ الی حولی وقوتی فقد فعل کذا وکذا

بعیت کرلی تھی۔ روضۃ الشہدا میں ہے کہ ہادی عباسی کے زمانہ میں اُنھوں نے خروج کیا سادات علوی کی ایک جماعت ان کے ساتھ ہوگئی ہادی نے اپنا لشکر بھیج کر ان سب کو قتل کرا دیا۔ امام محمد تقی علیہ السلام سے منقول ہے کہ واقعہ کربلا کے بعد ہم اہلبیت پر واقعہ فخ سے زیادہ سخت واقعہ کوئی نہیں پڑا۔ اول تو حسین نے ہادی کی فوج کے مقابل فتح حاصل کرلی تھی۔ گیارہ روز مدینہ پر ان کی حکومت بھی رہی پھر اُنھوں نے مکہ کی طرف رخ کیا اور وہاں لوگوں سے اپنی بعیت لینی شروع کی اسی عرصہ میں ہادی کی فوج نے آدبایا۔ بڑی سخت جنگ ہوئی سادات بڑی جوانمردی سے لڑے آخر حسین قتل کردیے گئے اور ان کے ساتھی بھی ایک ایک کرکے مار ڈالے گئے۔ حسین کا سر کاٹ کر ہادی کے پاس بھیجد یا گیا یہ جنگ مقام فخ ہوئی تھی اسی لئے حسین کو شہید فخ کہتے ہیں یہ مقام مکہ سے چھ میل کے فاصلہ پر ہے۔ مقتول سادات کے لاشے یوں ہی بغیر دفن کے زمین پر پڑے رہے یہاں تک کہ درندے اور پرندے ان پر آنے لگے۔ حسین کے ساتھ چار ہزار آدمیوں کا لشکر تھا جن میں بہت سے سید بھی تھے یہ واقعہ ۱۶۹ھ کا ہے۔

۵۔ زید بن الحسن العلوی۔ ان کے حالات ہم اس سلسلہ کی پچھلی کتابوں میں لکھ چکے ہیں۔

۶۔ زید بن علی بن الحسین بن علی علیہ السلام۔ ان کو زید شہید بھی کہتے ہیں۔ ان کے تفصیلی حالات بھی اس سلسلہ کی پہلی کتابوں میں لکھے جاچکے

یہ بڑے مقدس اور صاحب علم وفضل تھے۔ ہشام بن عبد الملک کے زمانہ
میں انھوں نے خروج کیا یوسف ثقفی نے بحکم ہشام ان سے محاربہ کیا
اثنائے جنگ میں یوسف کے غلام راشد نے ایک ایسا تیر ان کی پیشانی پر
مارا کہ فوراً گھوڑے سے زمین پر گر پڑے اور جام شہادت نوش کیا۔ ظالموں
نے اس سید مظلوم کی لاش کو برہنہ کرکے دار پر چڑھا دیا لیکن بحکم خدا ایک
مکڑی نے ان کی شرم گاہ پر اس طرح جالا تن دیا کہ وہ لوگوں کی نظر سے
چھپ گئی۔ ایک روایت میں ہے کہ کئی سال یہ لاش در کوفہ پر لٹکی رہی اور
ایک روایت میں یہ ہے کہ ہشام نے اس کے جلانے اور خاک میں اڑانے کا
حکم یوسف ثقفی کے پاس بھیجا تھا۔

مورخین لکھتے ہیں کہ زید کے ساتھ اہل کوفہ نے بڑی بے وفائی کی پہلے
اُن سے تقریباً چالیس ہزار آدمیوں نے بیعت کر لی تھی اور یہ وعدہ کیا تھا کہ
جب تک ہم زندہ ہیں آپ کا ساتھ نہ چھوڑیں گے۔ امام محمد باقر علیہ السّلام
نے ان کو بہت کچھ سمجھایا تھا ان کے متعلق غدّاری اہل کوفہ کی پیشینگوئی بھی
کر دی تھی مگر ان کی سمجھ میں ایک بات نہ آئی۔ زید نے کئی بار اہل کوفہ سے
یہ بیان کیا کہ دیکھو ایسا نہ کرنا کہ مجھے دشمنوں کے حوالے کرکے تم علٰحدہ ہو جاؤ
لیکن انھوں نے ہر بار سخت سے سخت قسمیں کھا کر زید کو اپنی وفاداری کا
پورا بھروسہ دلا دیا داؤد بن علی بن عبد اللہ بن عباس نے زید سے کہا اے
میرے چچا زاد بھائی اہل کوفہ کی باتوں میں نہ آجانا اور ان کے وعدوں پر
بھروسہ نہ کرنا کہ یہ لوگ ان کی اولاد میں ہیں جنھوں نے علی مرتضیٰ سے
بے وفائی کی تھی اور جنھوں نے بیعت کے بعد امام حسن کے کندھے سے ردا

خاندان عباس آپ سے زیادہ خلافت کا مستحق ہے۔ غرض کہ اس قسم کی باتیں کرکے اہل کوفہ نے پھر ان کو اپنی طرف سے مطمئن بنا دیا۔ داؤد مایوس ہوکر مدینہ چلے گئے۔ ایک دن زید کی ملاقات کوفہ میں مسلمہ بن کھیل سے ہوئی اس نے کہا میں قسم دے کر آپ سے پوچھتا ہوں کہ اس وقت تک کتنے لوگوں نے آپ سے بعیت کی ہے کہا چالیس ہزار نے۔ اس نے پوچھا اور آپ کے جد حضرت علی علیہ السلام سے کتنے لوگوں نے بعیت کی تھی کہا اسی ہزار نے۔ مسلمہ نے کہا ان میں سے کتنے لوگوں نے وعدہ وفا کیا کہا صرف تین سو آدمیوں نے مسلمہ نے کہا یہ تو بتائیے آپ کے جد آپ سے افضل تھے یا نہیں۔ کہا ضرور تھے۔ اُس نے کہا وہ زمانہ بہتر تھا یا یہ زمانہ کہا وہی زمانہ بہتر تھا۔ مسلمہ نے کہا پھر ذرا سوچئے تو جب اس زمانہ کے لوگوں نے آپ کے دادا سے وفا نہ کی تو ان لوگوں سے آپ کیا امید رکھتے ہیں۔ مجھے اجازت دیجیے کہ میں اس شہر سے باہر نکل جاؤں تاکہ جو بلا آپ پر آنے والی ہے اُسے نہ دیکھوں زید نے ان کو اجازت دیدی اور یمامہ چلے گئے۔

اسی اثناء میں عبداللہ بن حسن مثنیٰ نے بھی ایک نصیحت آمیز خط زید کو بھیجا لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا زید بدستور مردم کوفہ کو دعوت دینے میں مشغول رہے یہاں تک کہ سنہ ۱۲۲ھ کا آغاز ہوگیا زید نے اپنے لوگوں سے کہا کہ اب خروج کے لئے تیار ہو جاؤ اور اپنے وعدہ کو وفا کرو۔ اسی اثناء میں سلیمان بن سرافہ باہلی کوفہ سے یوسف بن عمر کے پاس جو ولایت جزیرہ میں گیا ہوا تھا آیا اور زید کے حال کی اس کو اطلاع دی وہ فوراً کوفہ پہنچا اور سپاہیوں کی

زید نے بیعت لی تھی ان میں سے کچھ لوگ ان کے پاس آئے اور پوچھا کہ تم ابو بکر و عمر کی شان میں کیا کہتے ہو زید نے کہا ہمارا خاندان ان سے زیادہ مستحق خلافت تھا۔ یہ سن کر وہ لوگ بگڑ گئے اور انھوں نے زید کی بیعت توڑ دی۔ اور ہزاروں آدمی ان کے حلقۂ حکم سے باہر ہو گئے۔ زید کو پریشانی لاحق ہوئی تاہم وہ اپنے ارادہ پر جمے رہے اور اپنے بقیہ ساتھیوں کو حکم دیا کہ ماہ صفر کی پہلی تاریخ ہم خروج کریں گے۔ یہ خبر یوسف بن عمر حاکم کوفہ کو بھی پہنچ گئی اس نے کوتوال شہر حکم بن صلت کو حکم دیا کہ لوگوں کو جامع مسجد میں بلا کر روک لے تاکہ کوئی زید کے پاس نہ جا سکے۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ جو لوگ مسجد میں پہنچ گئے وہ حراست میں ہو گئے باقی زید کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔ زید اپنے مقام سے برآمد ہوئے اور اس مقام پر پہنچے جو جمع ہونے کے لئے مقرر ہوا تھا وہاں دیکھا تو پانچسو آدمیوں سے زیادہ نہ تھے۔ زید کو یہ دیکھ کر بڑا صدمہ ہوا۔ لوگوں سے کہا سبحان اللہ کل تک تو ہزارہا آدمی تھے آج صرف اتنے ہی رہ گئے اور لوگ کہاں چلے گئے لوگوں نے کہا بہت سے آدمی مسجد میں محصور ہیں۔ انھوں نے کہا لاحول ولا قوۃ بھلا مسجد میں کتنے آدمی ہوں گے۔

الغرض حاکم کوفہ نے زید سے لڑنے کو فوجیں بھیجیں شروع کیں جنگ کا آغاز ہوا۔ زید کے ساتھی کچھ دیر تو جم کر لڑے لیکن پھر بھاگنے شروع ہو گئے زید ہرچند ان کے وعدے یاد دلاتے تھے مگر وہ کہاں سنتے تھے آخر رفتہ رفتہ کم ہونے لگے۔ جب زید نے یہ حال دیکھا تو خود تلوار سونت کر میدان میں آئے اور شجاعت ہاشمی کے وہ جوہر دکھائے کہ دشمنوں کے چھکے چھوٹ

دم توڑ دیا۔ ان کے بعض وفادار ساتھیوں نے قبر کھود کر ان کو دفن کر دیا لیکن حاکم کوفہ نے قبر کھدواکر اُن کی لاش کو باہر نکلوایا اور سر کاٹ کر ہشام کے پاس شام میں بھیجدیا اور جسم کو جیسا کہ پہلے بیان کیا جاچکا سولی پر چڑھادیا یہ جسم ہشام بن عبد الملک کے زمانہ سے ولید بن یزید کے زمانہ تک برابر لٹکا رہا ولید نے اس کو دفن کرنے کا حکم دیا کتاب کشف الغمہ میں ہے کہ زید بڑے عابد متقی فقیہہ، سخی، شجاع تھے۔ ان کے دل میں ہمیشہ خون حسین علیہ السلام کا بدلہ لینے کا جوش رہتا تھا۔ وہ جب اس واقعہ کا تصور کرتے تھے تو ایک عجیب بے چینی کے آثار ان میں پائے جاتے تھے۔ لیکن افسوس ہے کہ اُنھوں نے امام وقت کے قول پر عمل نہ کیا اور بے موقع خروج کر کے اپنے کو ہلاک کرا دیا۔

۷۔ یحییٰ بن زید بن علی بن الحسین۔ یہ زید شہید کے بیٹے تھے۔ بڑے عاقل و عالم، متقی و پرہیز گار۔ شجاع و دلیر اور صاحب صفات حمیدہ و پسندیدہ تھے۔ ان کی والدہ ربطہ بنت ابو ہاشم عبد اللہ بن محمد حنفیہ تھیں ان کی وفات ۱۲۶ھ میں ہوئی۔ ولید بن یزید کے زمانہ میں انھوں نے مظالم بنی اُمیہ سے تنگ آکر خراسان سے خروج کیا شہادت کے بعد ان کا جسم بھی سولی پر چڑھایا گیا اور مدت تک وہیں لٹکا رہا۔

تاریخ طبری میں ہے کہ اپنے پدر بزرگوار کی شہادت کے بعد یہ کچھ شیعوں کے ساتھ کوفہ سے بھاگ کر مداین میں چلے گئے تھے۔ حاکم کوفہ نے حاکم مداین کو خط لکھا کہ یحییٰ مداین میں ہیں ان کو گرفتار کر کے میرے پاس بھیجدے حاکم مداین

یہاں سے چلے جاؤ اور بہت ہوشیار رہنا حاکم کوفہ تمہاری گھات میں ہے
پس یحییٰ مدائن سے نکل کر قومس پہنچے۔ کچھ روز یہاں رہ کر پھر سرخس کو
چلے گئے وہاں سے مرو گئے۔ چند روز یہاں قیام کیا۔ حاکم کوفہ کو پتہ چلا تو
حاکم مرو کو ان کی گرفتاری کے متعلق خط لکھا۔ یحییٰ کو جب یہ حال معلوم ہوا تو
وہ وہاں سے گرگان کو روانہ ہو گئے۔ وہاں پہنچے تو لوگوں نے قیام کی رائے
نہ دی کیونکہ حاکم کوفہ کا خط وہاں بھی آ چکا تھا پس یحییٰ بیچارے با حال پریشان
وہاں سے بلخ پہنچے۔ یہاں گرفتار ہو گئے۔ حاکم بلخ نے یوسف بن عمر حاکم کوفہ
کو ان کی گرفتاری کے متعلق خط بھیجا۔ اس نے ہشام کو خط بھیجا لیکن اس
مدت میں ہشام مر چکا تھا اور ولید حاکم ہو گیا تھا اس نے حاکم بلخ کو لکھا کہ یحییٰ کو
چھوڑ دو اور ان کے ساتھ کچھ سلوک کرو حاکم نے ان کو دس ہزار درہم اور
خلعت دے کر رخصت کیا وہ وہاں سے نیشاپور پہنچے۔ اور شہر سے ایک
میل کے فاصلہ پر قیام کیا۔ ان کی آمد کی خبر عمر بن زرارہ حاکم نیشاپور کو پہنچی
اس نے سمجھا یحییٰ قید سے بھاگ نکلے ہیں فوراً اس نے دس ہزار سپاہیوں کی
ایک جماعت ان کی گرفتاری کے لئے بھیجی۔ ہر چند یحییٰ نے انھیں سمجھایا
کہ میں نصر بن سیار کی اجازت سے آیا ہوں تم اس کی تحقیق کر لو مگر وہ نہ مانے
آخر یحییٰ اور ان کے ساتھیوں نے لڑنا شروع کیا۔ شاہی لشکر کو شکست
ہوئی۔ یحییٰ نے وہاں سے عراق جانے کا ارادہ کیا۔ جب نصر بن سیار کو اس
واقعہ کی خبر ہوئی تو اس نے کہا یہ گناہ ولید کا ہے جس نے ان کو رہا کر دیا۔
نہ معلوم یحییٰ کیا کرنے والا ہے میں تو ان کو قید سے چھوڑنا ہی نہ چاہتا تھا
آخر نصر نے یحییٰ کی گرفتاری کے لئے فوج بھیجی گورگان میں مقابلہ ہوا۔

اب زندگی کی کوئی امید نہ رہی خوب جی کھول کر لڑے آخر اسی معرکہ میں شہید ہوئے ان کا سر نصر بن سیار کے پاس بھیجدیا گیا ان کے کوئی اولاد نہ تھی۔

۳۔ فضل ابن علی علیہ السلام

ان کا ایک نام عبید اللہ بھی ہے مگر فضل زیادہ مشہور ہے۔ صاحب کشف الغمہ لکھتے ہیں کہ عبید اللہ بن علی کربلا میں شہید ہوئے۔ لیکن فہرست شہدائے کربلا میں ان کا نام فضل ہی پایا جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید ان کا نام عبید اللہ تھا اور لقب فضل۔ ان کی والدہ کا نام لیلیٰ بنت مسعود الدارمیہ تھا۔ اولاد امیر المومنین علیہ السلام میں سب سے پہلے یہی شہید ہوئے جیسا کہ روضۃ الاحباب اور روضۃ الشہدا میں ذکر ہے۔

۴۔ محمد اصغر بن علی علیہ السلام

ان کی کنیت ابو بکر ہے ان کی والدہ لیلیٰ بنت مسعود الدارمیہ تھیں۔ علم و تقویٰ اور شجاعت میں مشہور تھے۔ معرکہ کربلا میں موجود تھے۔ امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا اے بھائی میں ایک مدت سے آپ کی خدمت میں کوئی تحفہ پیش کرنا چاہتا تھا لیکن سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ ایسا کونسا تحفہ پیش کروں جو آپ کی شان کے لائق ہو۔ آج دیکھتا ہوں کہ جان سے زیادہ بہتر کوئی تحفہ نہیں چاہتا ہوں کہ اسی کو آپ کے قدم پر نثار کردوں۔
پس حضرت سے اجازت لے کر میدان میں آئے اور وہ شجاعانہ جنگ کی کہ دشمن کے ہوش گم ہو گئے آخر قدامہ موصلی کا نیزہ سینہ پر کھا کر جام شہادت

۵۔ عمر بن علی علیہ السلام

ان کی والدہ کا نام حبیبہ بنت ربیعہ تھا۔ بہت ذی علم اور صاحب زہد و ورع تھے صاحب روضۃ الاحباب لکھتے ہیں کہ یہ بھی کربلا میں شہید ہوئے اور حافظ صفی الدین نے اپنی کتاب خلاصہ میں لکھا ہے کہ یہ عراق میں مصعب کے ساتھ ۶۷ھ میں بزمانہ مختار قتل کئے گئے۔ ان کے ایک صاحبزادے تھے محمد نامی اور ان کے دو بیٹے تھے عبد اللہ، عبید اللہ۔ جن کا ذکر حسب ذیل ہے۔

۱۔ عبد اللہ بن محمد بن عمر بن علیؑ۔ ان کا انتقال منصور دوانقی کے زمانہ میں ہوا۔ یہ امام محمد باقر علیہ السلام کے بھانجے تھے۔ راویان حدیث میں سے ہیں نہایت صالح اور متقی تھے۔

۲۔ عبید اللہ بن محمد۔ یہ بڑے عبادت گزار، زہد شعار تھے۔

۶۔ عثمان بن علی علیہ السلام

ان کی والدہ کا نام ام البنین بنت خزام بن خالد بن دارم تھا۔ بڑے برگزیدہ صفات کے بزرگ تھے۔ حضرت عباس علمدار کے حقیقی بھائی تھے یہ معرکۂ کربلا میں شہید ہوئے۔

۷۔ عون بن علی علیہ السلام

ان کی والدہ اسما بنت عمیس خثعمیہ تھیں بڑے خوبصورت اور پاکیزہ سیرت

اپنے زخموں کو باندھ کر پھر میدان میں جانے کا ارادہ کیا۔ امام علیہ السلام نے روکنا چاہا۔ انھوں نے کہا اے بھائی خدا کے لئے مجھے نہ روکئے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ ہمارے پدر بزرگوار جام کوثر ہاتھ میں لئے ہوئے مجھے اشارے سے بلا رہے ہیں میں چاہتا ہوں کہ جلد ان کی خدمت میں حاضر ہو کر جام کوثر پیوں۔ الغرض پھر میدان میں آئے اور بڑی دلیری سے کارزار کی آخر خالد بن طلحہ شقی نے نیزہ مار کر انھیں شہید کر دیا۔

۸۔ جعفر بن علی علیہ السلام

ان کی والدہ نام ام البنین ہے حضرت عباس کے ہم بطن بھائی ہیں یہ بھی کربلا میں شہید ہوئے۔ بڑے متقی اور پرہیزگار۔ بڑے عبادت گذار اور کامل الایمان تھے۔ حضرت عباس کی طرح یہ بھی شجاعت میں یکتائے روزگار تھے۔

۹۔ عبد اللہ بن علی علیہ السلام

یہ بھی کربلا میں شہید ہوئے۔ ان کی شجاعت کا یہ حال تھا کہ تن تنہا نے دو سو ستر دشمنوں کو قتل کیا۔ ہانی بن ثبیب ملعون نے ان کو قتل کیا۔

۱۰۔ عباس بن علی علیہ السلام

حضرت عباس بڑے عالم، متقی، عابد، شجاع اور سخی تھے۔ اولاد امیر المومنین

شجاع ترین قبیلہ کی لڑکی تھیں۔ حضرت عباس کو شجاعت اور ہمت میں
ننھیال اور ددھیال دونوں طرف سے حصہ ملا تھا۔ آپ کے مفصل حال
ہم حضرت امام حسین علیہ السلام کی سوانح عمری میں لکھ چکے ہیں۔ (ازیادہ
تفصیل سوانح عمری حضرت عباس مطبوعہ نظامی پریس میں دیکھو)

۱۱۔ اسحاق بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین علیہ السلام

آپ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے بھائی تھے اور شکل وصورت میں حضرت
رسول خدا سے بہت مشابہت رکھتے تھے۔ احادیث رسول کا نشر کرتے تھے۔

۱۲۔ اسمعیل بن جعفر صادق علیہ السلام

ان کی کنیت ابو محمد اور لقب اعرج ہے۔ اسماعیلیہ فرقہ کے لوگ امام
جعفر صادق علیہ السلام کے بعد سلسلہ امامت ان ہی کی طرف منتقل کرتے ہیں
کیونکہ حضرت کی اولاد میں یہ سب سے بڑے تھے ان کے حالات بھی امام جعفر
صادق علیہ السلام کی سوانح عمری میں لکھے جا چکے ہیں۔ ان کی نسل دمشق
وعراق ومصر وغیرہ میں بہت ہے۔

۱۳۔ حسن بن زید بن الحسن بن علی علیہ السلام

اپنے وقت کے بڑے فاضل اور متقی آدمی تھے ۱۶۸ھ میں ان کا
انتقال ہوا یہ بھی راویان حدیث میں سے ہیں۔

۱۴۔ الحسین بن زید بن علی بن الحسین بن علیؑ

یہ بھی اپنے وقت کے بڑے عبادت گزار اور پرہیز گار لوگوں میں سے تھے ۱۹۰ھ میں اون کا انتقال ہوا۔ یہ بھی راویان حدیث میں سے ہیں۔

۱۵۔ حسین بن علی بن الحسین المدنی الاصغر بن علیؑ

ان کی وفات تقریباً ساٹھ سال کی عمر میں ہوئی۔ صاحب کشف الغمہ لکھتے ہیں کہ یہ بھی بڑے فاضل اور متقی آدمی تھے۔ انھوں نے بہت سی حدیثیں اپنے پدر بزرگوار علی بن الحسین اور اپنی پھوپی فاطمہ بنت الحسین اور اپنے بھائی ابو جعفر سے نقل کی ہیں۔

۱۶۔ زید بن الحسن المدنی بن علیؑ

بیس برس کی عمر میں ان کا انتقال ہو گیا۔ یہ بڑے جلیل القدر کریم الطبع اور بڑے سخی تھے۔ اکثر شعرانے ان کی مدح میں قصیدے لکھے ہیں۔ یہ سلیمان بن عبد الملک کے زمانہ میں تھے۔ لوگ صدقات کا مال انہی کے پاس بھیجتے تھے جب سلیمان کو یہ پتہ چلا تو اُس نے حاکم مدینہ کو لکھا کہ زید کو وصول صدقات سے روک دیا جائے لیکن جب عمر بن عبد العزیز خلیفہ ہوئے تو اُنھوں نے اجازت دیدی۔

۱۷۔ عبداللہ بن علی بن الحسین بن علی مرتضیٰ علیہ السلام

یہ امام محمد باقر علیہ السلام کے بھائی ہیں۔ فاضل فقیہ تھے۔ صدقات کی وصولی کا کام ان سے متعلق تھا۔ اکثر احادیث کے راوی بھی ہیں۔ چونکہ ان کا چہرہ بڑا نورانی

۱۸- علی بن جعفر صادقؑ

۲۱۰ھ میں ان کا انتقال ہوا - یہ بھی راویان حدیث میں سے ہیں - بہت بڑے عالم تھے - بچپن ہی میں باپ کے سایہ سے محروم ہو گئے تھے - انھوں نے جملہ علوم اپنے بھائی امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے حاصل کئے - مدینہ سے چار میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں عریض نامی ہے اسی میں رہا کرتے ہیں - وہاں انکی اولاد بہت سے جو عریضیون کہلاتے ہیں -

۱۹- عمر بن علی بن الحسین بن علی علیہ السلام

غالبًا ان ہی کو مدنی الاصغر کہتے تھے - اپنے وقت کے معتبر و مستند لوگوں میں تھے - یہ بھی راویان احادیث میں سے ہیں -

۲۰- علی بن عمر بن علی بن الحسین علیہ السلام

یہ بھی راویاں احادیث میں سے ہیں -

۲۱- عمر بن محمد بن امیر المومنین علیہ السلام

یہ بھی راویاں احادیث میں سے ہیں -

۲۲- محمد بن عمر بن الحسن بن علی علیہ السلام

یہ بھی راویان احادیث میں سے ہیں -

چونکہ ان حضرات کے علاوہ دیگر امام زادوں کے حالات کچھ بھی معلوم نہیں ہو سکے لہذا ہم اپنے اس بیان کو ختم کرتے ہیں -

---

ضمیمہ نمبر ۱

خلاصہ حالات چہاردہ معصومین علیہم السلام

احوال خاتم النبیین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم	
اسم مبارک	محمد۔ طٰہٰ۔ احمد۔ یٰسین وغیرہ
کنیت شریف	ابو القاسم۔ ابو ابراہیم وغیرہ
لقب مطہر	مصطفےٰ۔ محمود۔ بشیر۔ نذیر وغیرہ
والد بزرگوار	عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم
والدہ ماجدہ	آمنہ بنت وہب بن عبد مناف
روز ولادت	جمعہ۔ بقولے دوشنبہ
تاریخ ولادت	ستر ۱۷ اور بقولے بارہ ۱۲
ماہ ولادت	ربیع الاول
سال ولادت	عام الفیل ۵۶۹ء
مکان ولادت	شعب ابو طالب
بادشاہ وقت	نوشیروان عادل۔
عدد ازواج	پندرہ علاوہ کنیزوں کے
عدد اولاد	سات لڑکے اور لڑکیاں بعض کے نزدیک چار
مدت عمر	۶۳ سال
مدت نبوت	۲۳ سال۔ ہجرت یکم ربیع الاول ۱۵ر جولائی ۶۲۲ء
روز وفات	دوشنبہ
تاریخ وفات	اٹھائیس۔ ۸ر جون
ماہ وفات	صفر یا بعض کے نزدیک ۱۲ر ربیع الاول
سال وفات	۱۱ھ
مکان وفات	مدینہ طیبہ
سبب وفات	یہودیہ خیبریہ کا زہر دینا
بادشاہ وقت	ہرقل روم

احوال امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام

اسم مبارک	علی۔ حیدر۔ توریت میں ایلیا
کنیت	ابوالحسن۔ ابوالسبطین۔ ابو الائمہ
لقب	مرتضیٰ۔ امیر المومنین۔ یعسوب الدین وغیرہ
والد بزرگوار	عمران جنکی کنیت ابوطالب تھی
والدہ ماجدہ	فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد المناف
روز ولادت	جمعہ
تاریخ ولادت	۱۳۔
ماہ ولادت	رجب
سال ولادت	سنہ ۳۰ عام الفیل سنہ ۵۹۸ء
مکان ولادت	خانہ کعبہ
بادشاہ وقت	شہریار۔ بقولے ہرمز
عدد ازواج	بعد حضرت فاطمہ زہرا۔ کنیزوں کے سوا دس بی بیاں
عدد اولاد	لڑکے اور لڑکیاں ۲۸ اور بقولے ۳۶
مدت عمر	۶۳ سال
مدت امامت وخلافت	۳۰ سال۔ مدت خلافت ظاہری تقریباً ۵ سال
روز وفات	یکشنبہ یا دوشنبہ
تاریخ وفات	اکیس
ماہ وفات	ماہ رمضان
سال وفات	سنہ ۴۰ھ
مکان وفات	مسجد کوفہ کے متصل اپنے گھر میں
سبب وفات	ضرب شمشیر ابن ملجم مرادی ملعون
بادشاہ وقت	معاویہ ابن ابوسفیان
مقام ق	[illegible]

احوال جناب سیدہ عالم فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا

اسم مبارک	فاطمہ
کنیت	ام الائمہ۔ ام الحسنین۔ ام السبطین وغیرہ۔
لقب	زہرا۔ بتول۔ خیر النسا۔ صدیقہ۔ محدثہ
والد بزرگوار	حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ والہ وسلم
والدہ ماجدہ	خدیجہ بنت خویلد بن اسد
روز ولادت	جمعہ
تاریخ ولادت	بستم۔ یا۔ دہم
ماہ ولادت	جمادی الثانی
سال ولادت	پانچواں سال بعثت۔ بسنہ ۴۰ عام الفیل
مکان ولادت	مکہ معظمہ
بادشاہ وقت	یزدجرد
شوہر معصومہ	علی بن ابی طالب
عدد اولاد	لڑکے اور لڑکیاں پانچ
مدت عمر	۱۸ سال کچھ ماہ
مدت حیات بعد پیغمبر	تین مہینے کچھ روز۔ بقولے۔ پچھتر روز
روز وفات	دوشنبہ
تاریخ وفات	۳۔ یا۔ ۱۳
ماہ وفات	جمادی الثانی یا بقولے جمادی الثانی
سال وفات	سنہ ۱۱ھ
مکان وفات	مدینہ۔ اپنے گھر میں۔ پہلوئے مسجد رسول میں۔
سبب وفات	پہلو پر دشمنوں کا دروازہ گرانا اور حضرت محسن کے حمل کا ساقط ہونا
بادشاہ وقت	ابوبکر بن ابی قحافہ

احوال امام حسن مجتبیٰ علیہ السّلام

اسم مبارک	حسن - توریت میں شبّر
کنیت	ابو محمد - ابو القاسم
لقب	سید - سبط - زکی - مجتبیٰ -
پدر بزرگوار	علی بن ابی طالب
مادر گرامی	فاطمہ زہرا
روز ولادت	سہ شنبہ
تاریخ ولادت	پندرہ
ماہ ولادت	رمضان المبارک
سال ولادت	۳ھ
مکان ولادت	مدینہ منورہ
بادشاہ وقت	یزدجرد یا ہرمز
عدد ازواج	مختلف اقوال میں - تمام بی بیاں اور کنیزیں ۶۴ سے ۳۰۰ تک
عدد اولاد	۱۵ سے ۳۲ تک - باقوال مختلف
مدت عمر	۴۷ سال
مدت امامت	دس سال - خلافت ظاہری چار ماہ تین روز
روز وفات	پنجشنبہ
تاریخ وفات	۲۸ - یا - ۲۹ ؍
ماہ وفات	ماہ صفر
سال وفات	۴۹ھ یا بقولے ۵۰ھ
مکان وفات	اپنا گھر - پہلوے مسجد رسول میں
سبب وفات	معاویہ کے اغوا سے جعدہ بنت اشعث کا زہر دینا -
بادشاہ وقت	معاویہ

احوال سید الشہدا امام حسین علیہ السلام

اسم مبارک	حسین اور توریت میں شبیر
کنیت	ابو عبد اللہ۔ ابو الائمہ۔ ابو المساکین۔
لقب	سید الشہدا۔ شہید۔ مظلوم وغیرہ
والد بزرگوار	حضرت علی علیہ السلام
والدہ ماجدہ	حضرت فاطمۂ زہرا
روز ولادت	پنجشنبہ یا سہ شنبہ
تاریخ ولادت	تیسری یا پانچویں۔
ماہ ولادت	شعبان
سال ولادت	سنہ ۴ھ
مکان ولادت	مدینۂ طیبہ
بادشاہ وقت	یزدجرد یا ہرمز
عدد ازواج	پانچ علاوہ کنیزوں کے
عدد اولاد	چھ اور ایک قول کی مطابق دس
مدت عمر	۵۷ سال
مدت امامت	دس سال
روز وفات	جمعہ یا شنبہ
تاریخ وفات	دہم۔ ۹ یا ۱۰۔ اکتوبر
ماہ وفات	محرم
سال وفات	سنہ ۶۱ھ ۶۸۰ء
مکان وفات	کربلا کا ایک نشیب
سبب وفات	یزید ملعون کی خاندان رسول سے عداوت۔ شمر ملعون نے شہید کیا
بادشاہ وقت	یزید بن معاویہ

حالات امام زین العابدین علیہ السلام

اسم شریف	علی
کنیت	ابو محمد۔ ابوالحسن۔ ابوالقاسم
لقب	زین العابدین، سجاد۔ زکی۔ ذوالثفنات
والد بزرگوار	حسین بن علی
والدہ ماجدہ	شہر بانو بنت یزدجرد بن شہریار بن کسریٰ
روز ولادت	پنجشنبہ یا جمعہ
تاریخ ولادت	پندرھویں۔ یا۔ نویں
ماہ ولادت	جمادی الاول۔ یا جمادی الثانی اور بقولے شعبان
سال ولادت	۳۶ھ یا ۳۷ھ
مکان ولادت	مدینہ منورہ
بادشاہ وقت	امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام
عدد ازواج	دو علاوہ کنیزوں کے۔
عدد اولاد	پندرہ یا بیس
مدت عمر	۵۷ یا ۵۸ سال
مدت امامت	۳۴ سال
روز وفات	شنبہ یا دوشنبہ
تاریخ وفات	۲۵۔ یا ۲۶
ماہ وفات	محرم
سال وفات	۹۴ھ یا ۹۵ھ
مکان وفات	مدینہ منورہ
سبب وفات	ولید بن عبد الملک کا زہر دینا۔
بادشاہ وقت	ولید بن عبد الملک بن مروان۔

حالات امام محمد باقر علیہ السلام

اسم مبارک	محمد
کنیت	ابوجعفر
لقب	باقر۔ شاکر۔ ہادی
والد بزرگوار	علی بن الحسین۔
مادر گرامی	فاطمہ بنت امام حسن علیہ السلام
روز ولادت	جمعہ یا دوشنبہ
تاریخ ولادت	یکم یا سوم
ماہ ولادت	رجب۔ اور ایک قول کے مطابق ۳ صفر
سال ولادت	۵۷ھ
مکان ولادت	مدینہ منورہ
بادشاہ وقت	معاویہ
عدد ازواج	دو علاوہ کنیزوں کے
عدد اولاد	سات
مدت عمر	۵۷ سال یا ۵۹ سال۔
مدت امامت	۱۹ سال یا ۲۰ سال
روز وفات	دوشنبہ
تاریخ وفات	ساتویں
ماہ وفات	ذی الحجہ
سال وفات	۱۱۴ھ یا ۱۱۵ھ
مکان وفات	مدینہ منورہ
سبب وفات	ہشام بن عبد الملک کا زہر دلوانا
بادشاہ وقت	ہشام

حالات امام جعفر صادق علیہ السلام

اسم مبارک	جعفر
کنیت	ابو عبد اللہ۔ ابو اسمعیل۔ ابو موسیٰ۔
لقب	صادق۔ صابر۔ فاضل۔ طاہر
والد بزرگوار	امام محمد باقر علیہ السلام
والدہ ماجدہ	ام فردہ بنت قاسم بن محمد ابن ابی بکر
روز ولادت	دوشنبہ یا جمعہ
تاریخ ولادت	سترھویں
ماہ ولادت	ربیع الاول اور ایک قول کے مطابق یکم رجب
سال ولادت	۸۳ھ ہجری اور ایک قول کے مطابق ۸۶ھ
مکان ولادت	مدینہ منورہ
بادشاہ وقت	عبد الملک بن مروان
عدد ازواج	ایک فاطمہ بنت حسین الاثرم۔ علاوہ کنیزوں کے
مدت عمر	۶۵ یا ۶۳ سال
مدت امامت	۳۴ یا ۳۲ سال
روز وفات	دوشنبہ
تاریخ وفات	پندرھویں
ماہ وفات	رجب یا شوال
سال وفات	۱۴۸ھ
مکان وفات	مدینہ
سبب وفات	منصور دوانقی کا زہر دینا۔
بادشاہ وقت	منصور دوانقی برادر سفاح عباسی۔
مقام قبر	جنت البقیع۔ امام محمد باقر علیہ السلام کے پہلو میں

حالات امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

اسم مبارک	موسیٰ
کنیت	ابوالحسن۔ ابوابراہیم۔ ابوعلی
لقب	کاظم۔ صالح۔ صابر۔ امین۔
والد بزرگوار	جعفر صادق ؑ
مادر گرامی	حمیدہ بربریہ
روز ولادت	یکشنبہ
تاریخ ولادت	ساتویں
ماہ ولادت	صفر
سال ولادت	سنہ ۱۲۸ یا سنہ ۱۲۹ھ
مکان ولادت	ابوا۔ مکہ و مدینہ کے درمیان ایک گاؤں ہے۔
بادشاہ وقت	ابراہیم بن ولید۔
عدد ازواج	کنیزوں کے سوا کوئی بی بی نہ تھیں۔
عدد اولاد	۳۷ یا ۵۲
مدت عمر	۵۵ یا ۵۴ سال
مدت امامت	۳۵ سال
روز وفات	جمعہ
تاریخ وفات	پچیسویں اور ایک قول کے مطابق پانچ
ماہ وفات	رجب
سال وفات	سنہ ۱۸۳ھ
مکان وفات	بغداد کہنہ۔ قید خانہ شاہک سندی
سبب وفات	زہر دادن ہاروں رشید عباسی
بادشاہ وقت	ہاروں رشید عباسی

اسم مبارک	علی
کنیت	ابوالحسن - ابوعلی
لقب	رضا - صابر - فاضل - رضی
والد بزرگوار	امام موسیٰ کاظم
مادر گرامی	نجمہ جنکو ام البنین اور خیزران بھی کہتے تھے۔
روز ولادت	جمعرات یا جمعہ
تاریخ ولادت	گیارھویں
ماہ ولادت	ذیقعدہ یا ذی الحجہ
سال ولادت	۱۵۳ھ یا ۱۴۸ھ
مکان ولادت	مدینہ منورہ
بادشاہ وقت	منصور دوانقی
عدد ازواج	ایک اُم حبیبہ دختر مامون کنیزوں کے علاوہ
عدد اولاد	ایک امام محمد تقی علیہ السلام بعض کے نزدیک چھ بعض کے نزدیک گیارہ
مدت عمر	۵۵ سال اور بقولے ۴۹ سال
مدت امامت	بیس سال چار ماہ
روز وفات	سہ شنبہ
تاریخ وفات	سترھویں یا چودھویں اور بقولے ساتویں
ماہ وفات	صفر اور بقولے اکیس رمضان
سال وفات	۲۰۳ھ یا ۲۰۲ھ
مکان وفات	اپنے گھر طوس میں
سبب وفات	مامون عباسی کا زہر دینا
بادشاہ وقت	مامون بن ہارون رشید